افضلیتِ شیخین کے منکر روافض کے رد میں چشم کشا کتاب

شِفَاءُ الْعَلِیْلِ بِاِثْبَاتِ الْقَطْعِ التَّفْضِیْلِ

(فی جواب غایة التبجیل)

افضلیتِ شیخین اور تفضیلی فتنہ



پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

ناشر: ماتریدی ریسرچ سینٹر، مالیگاؤں

تقسیم کار: نوری مشن مالیگاؤں

افضلیتِ شیخین کے منکر روافض کے رد میں چشم کشا کتاب

شِفَاءُ الْعَلِيْلِ بِاِثْبَاتِ الْقَطْعِ التَّفْضِيْلِ

(فی جواب غایۃ التبجیل)

اَفضلیتِ شیخین اور تفضیلی فتنہ

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

بشکریہ: **سنّی فاؤنڈیشن**، یو کے

تقسیم کار: **نوری مشن** مالیگاؤں

ناشر: **ماتریدی ریسرچ سینٹر**، مالیگاؤں

سعید الہیہ مسجد، نیا اسلام پورہ مالیگاؤں

سن اشاعت ۱۴۴۱ھ/ ۲۰۲۰ء.......ہدیہ: دعائے خیر

8482952578, gmrazvi92@gmail.com

حسن ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمدللہ! پچھلے چند سالوں سے علماءِ کرام کی کاوشوں کی برکت سے بے شمار لوگ رافضیت سے تائب ہو رہے ہیں۔ پوری اُمت؛ سُنّی نما روافض کے خلاف اُٹھ چکی ہے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ روافض کے ردِّعمل نے روافض کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اور بعض ایسے افراد جن کے بارے میں لوگ بے خبر تھے اُن کی رافضیت لوگوں پر واضح ہو چکی ہے۔

فرقہ پرستی کے خاتمے کا نعرہ لگانے والے خود فرقہ وارانہ تعصب کا شکار ہو چکے ہیں اور پورے ملک میں انہوں نے جدید فرقہ پرستی کو سر پہ اُٹھا رکھا ہے اور ان کا اعتدال اور برداشت خاک میں مل چکے ہیں۔ علما کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور اپنی گمراہی کو ڈنڈے کے زور پر منوانے کی ناپاک کوششیں جاری ہیں۔ اس سے پہلے اس قدر شدید تفرقہ بازی کا وجود نہیں تھا۔ پورے ملک کے علما اس موضوع پر تقریر اور تحریر اور مناظرے کے ذریعے باطل کے خلاف کھڑے ہو چکے ہیں۔ ایک دو رافضیوں کی طرف سے غیر سنجیدہ اور غیر تحقیقی اور جزوی بیانات کا جواب علماءِ کرام نے ملک کے طول وعرض سے دے دیا ہے۔ فقیر نے بھی ضربِ حیدری کے نئے ایڈیشن میں نہایت سنجیدگی سے اور غیر محسوس طریقے سے جواب دے دیا ہے۔ ان لوگوں کی اوقات واضح ہو جانے کے بعد ان لوگوں کو زیادہ لفٹ نہیں کرائی۔

اس وقت ہمارے پیشِ نظر غایۃ التبجیل نامی کتاب ہے جس کے مصنف محمود سعید ممدوح ہیں۔ مصنف نے لکھا ہے کہ اہلِ سُنّت کا عقیدہ افضلیتِ صدیق اکبر ہے؛ لیکن یہ عقیدہ قطعی نہیں اور دیگر صحابہ کو افضل ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ انہوں نے اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے معتزلہ اور شیعہ کی کتابوں کا سہارا لیا ہے، اور مردود اقوال کو بنیاد بنایا ہے، اور احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے دیانت داری سے کام نہیں لیا۔ مصنف نے ملا معین ٹھٹھوی شیعی کی کتاب دراسات اللبیب اور الحجۃ الجلیلہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ غایۃ التبجیل صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷ پر اس کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بات انہوں نے چھپائی ہے کہ ملا معین کی کتاب کا جواب ان کے ہم عصر حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے دے دیا تھا جس کا نام ہے:

اَلطَّرِیْقَةُ الْاَحْمَدِیَّةُ فِیْ حَقِیْقَةِ الْقَطْعِ بِالْاَفْضَلِیَّةِ۔

ان شاءاللہ یہ کتاب جلد منظر پر آ رہی ہے۔ غایۃ التبجیل کی اکثر باتوں کا جواب پہلے ہی 'ضربِ حیدری' میں آ چکا ہے، اب ہم نے اس کی صرف باقی ماندہ اہم باتوں کا جواب دیا ہے، اور غیر ضروری مباحث کو اہمیت نہیں دی۔ تفضیلیہ کی طرف سے پاکستان میں چھپنے والی بعض اردو کتب اور مضامین کا اصل ماخذ چوں کہ یہی کتاب غایۃ التبجیل ہے؛ لہٰذا ہم نے ان کے اسی بنیادی ماخذ کا رد لکھ دیا ہے اور پاکستانی تفضیلیوں کی کتب اور جرائد کا نام نہیں لکھا۔ یہاں تک کہ ائمہ اربعہ، شیخ محقق، ملا علی قاری، حضرت گولڑوی اور اعلیٰ حضرت وغیرہم رحمہم اللہ کے عقائد ہم نے عنوان قائم کر کے بیان کیے ہیں، اور ہمارا مقصود پاکستانی تفضیلیہ کے دلائل کی تردید ہے، لیکن ہم نے ان کی کتب کی تصریح نہیں کی۔ برائے مہربانی اسے ہماری شرافت پر محمول کیا جائے اور اپنی اَنا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔

اب چوں کہ غایۃ التبجیل کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے، لہٰذا ہم اس کی تردید کا پہلے سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔ ہم اُمید واثق رکھتے ہیں کہ اول تو قارئین کو غایۃ التبجیل کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کے عجائب کی خود بخود سمجھ آ جائے گی اور مصنف کی طرف سے

افضلیت شیخین کے کھلے اعتراف کے بعد محض پانی میں مدھانی ڈالے رکھنا واضح ہو جائے گا، اور نہ ہماری اس کتاب کو پڑھ کر حقائق سے بہ آسانی آگاہی ہو جائے گی۔

نوٹ:۔ اگر کسی صاحب کو فقیر کے کسی جملے یا لفظ پر اعتراض ہو اور وہ بات واقعی قابلِ اصلاح ہو تو فقیر ان شاء اللہ ضرور اسے درست کرلے گا، الحمد للہ! فقیر کی یہی عادت ہے۔ لیکن اگر کسی ایک ضمنی بات کو بہانہ بنا کر کتاب کی مجموعی حیثیت اور اہلِ سنّت کے عقیدہ کو ٹھیس پہنچانے کی رافضیانہ کوشش کی گئی تو یاد رکھو! الحمد للہ ہم شرافت اور شرارت میں فرق کرنا جانتے ہیں۔

فقیر غلام رسول قاسمی

پہلا باب:

افضلیتِ شیخین کا عقیدہ قطعی ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ!

(۱) افضلیتِ شیخین پر توحید و رسالت کے بعد سب سے زیادہ دلائل موجود ہیں۔ مثلاً:

قرآن کی آیات

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی (الیل:۱۷)

اُولٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً (الحدید:۱۰)

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ (توبہ:۴۰)

وغیرہ کئی آیات سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت ثابت ہے اور علمانے ان آیات سے آپ رضی اللہ عنہ کی افضلیت ثابت فرمائی ہے۔ خصوصاً الاتقی سے مراد صدیق اکبر ہیں، اور اس پر تمام مفسرین کا اجماع ہے۔

(تفسیر کبیر ۱۱/ ۱۸۷، صواعق محرقہ، صفحہ ۲۶، الاتقان جلد ۱، صفحہ ۳۰، الحاوی للفتاوی ۱/ ۳۱۴ وغیرہ)

خود ایک تفضیلی لکھتے ہیں:

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال اور حضرت عامر سمیت سات غلاموں کو آزاد کیا تو آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی آیت نازل فرمائی۔ فَاَنْزَلَ اللہُ تَعَالٰی فِیْ فَضْلِهٖ وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی۔

(غایة التبجیل، صفحہ ۲۷۰)

اب احادیث پڑھیے!

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِیْلًا (بخاری:۴۶۶)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو متواتر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَدْ وَرَدَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ الزُّبَیْرِ، وَابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَجُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ الْمُعَلّٰی، وَعَائِشَةَ، وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمْ، وَقَدْ سَرَدْتُ طُرُقَهُمْ فِی الْاَحَادِیْثِ الْمُتَوَاتِرَةِ۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۴۵)

ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ (بخاری:۶۷۸، مسلم:۹۴۸)

یہ حدیث بھی متواتر ہے۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۵۱)

نبیوں کے بعد ابوبکر سے افضل شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ (فضائل صحابہ:۱۳۷)

کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا نماز پڑھائے۔ (ترمذی:۳۶۷۳)

اللہ اور اس کے فرشتے ابوبکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔ (مسلم:۶۱۸۱)

ابوبکر میری اُمت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد:۴۶۵۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر سے آگے کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ (مستدرک حاکم:۴۴۶۳)

مجھے جبریل نے ابھی بتایا ہے کہ آپ کی اُمت میں آپ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہے۔

(طبرانی اوسط:۶۴۴۸)

مجھ پر سب سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں۔ (بخاری:۳۶۵۴)

میں نے معراج کی رات ہر آسمان پر محمد رسول اللہ کے بعد ابوبکر لکھا ہوا دیکھا۔ (ابویعلیٰ: ۲۶۰۰)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوبکر ہمارے آقا و سردار تھے، ہم سب سے بہتر تھے اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے تھے۔ (بخاری: ۳۶۶۸)

سیّدنا علی کریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر ہر بھلائی میں ہم سے آگے نکل جاتے تھے۔

(مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۲)

ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی: ۳۶۶۶، ابن ماجہ: ۹۵)

میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا۔ (ترمذی: ۳۶۶۲، ابن ماجہ: ۹۷)

ابوبکر اور عمر میرے کان اور آنکھ کے بمنزلہ ہیں۔ (ترمذی: ۳۶۷۱)

آسمان میں میرے وزیر جبریل اور میکائیل ہیں اور زمین میں میرے وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔ (ترمذی: ۳۶۸۰)

ہم نے تبرکاً چند احادیث لکھ دی ہیں۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۵۲/احادیث اپنی کتاب "اَلطَّرِیْقَةُ الْاَحْمَدِیَّةُ فِیْ حَقِیْقَةِ الْقَطْعِ بِالْاَفْضَلِیَّةِ" میں بیان فرمائی ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَلْاَحَادِیْثُ الدَّالَّةُ عَلٰی اَفْضَلِیَّةِ الصِّدِّیْقِ قَدْ تَوَاتَرَتْ تَوَاتُرًا مَعْنَوِیًّا۔ (فتح الباری ۱۲/ ۳۹۶)

یعنی بلاشبہ صدیق کی افضلیت پر احادیث معنوی طور پر متواتر ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

یہ احادیث حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔

ایں آثار بحدِ تواتر رسیدہ اند۔ (ازالۃ الخفاء ۱/ ۳۱۳)

جو عقیدہ متواتر احادیث سے ثابت ہو وہ قطعی ہوتا ہے۔

(۲) اس پر تمام صحابہ کا اجماع موجود ہے۔ كُنَّا نَقُوْلُ. كُنَّا نُخَيِّرُ. نَحْنُ مَعَاشِرُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. نَحْنُ مُتَوَافِرُوْنَ. فَيَبْلُغُ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْنَا کے الفاظ وارد ہیں۔ (بخاری حدیث نمبر ۳۶۵۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۲۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۷۰۷، مسند احمد حدیث نمبر ۴۶۲۵، مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۵۵۹۷)

علما نے اسی حدیث کو سامنے رکھ کر لکھا ہے کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔ صحابہ کے اجماع سے ثابت ہونے والا عقیدہ قطعی ہوتا ہے، اس اجماع کو عام علما کا بلدی اجماع قرار دینا عجیب تلبیس ہے۔

(۳) سیّدنا علی المرتضیٰ مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے اہلِ سنّت کی یوں مشکل کشائی فرمائی ہے کہ افضلیتِ شیخین کے منکر کو اسی (۸۰) کوڑے مارنے کا اعلان فرمایا ہے۔

لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُّهٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ۔

(فضائل صحابہ، حدیث نمبر ۴۹، ۳۸۷، السنۃ لابن ابی عاصم، حدیث نمبر ۱۰۲۷، ۱۲۴۲، ۱۲۵۴، الاستیعاب، صفحہ ۴۳۴، المؤتلف والمختلف للدار قطنی، ۳/ ۹۲، ابن عساکر ۳۰/ ۳۸۳، ۴۴/ ۳۶۵ وغیرہ)

یہ اعلان آپ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا اور ظاہر ہے اسے اَن گنت لوگوں نے سنا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

(مکتوباتِ امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۶۶، شرح فقہ اکبر، صفحہ ۷۰، فتاویٰ عزیزی، صفحہ ۳۸۳، الزلال الانقی، اعلیٰ حضرت بریلوی، صفحہ ۹۵)

اس سے واضح ہو گیا کہ یہ مسئلہ سیّدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کے نزدیک قطعی تھا، ورنہ آپ اس کے منکر پر اتنی بڑی سزا کا فیصلہ نہ دیتے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے 'فتاویٰ عزیزی' صفحہ ۳۸۳ / پر لکھا ہے کہ: ان الفاظ سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قطعی ہے۔ اس واسطے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ امورِ ظنیہ میں سزا نہیں۔

امامِ اہلِ سنّت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے الزلال الانقیٰ صفحہ ۹۵ / پر لکھا ہے کہ: سیّدنا المرتضیٰ اسد اللہ العلی الاعلی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے افضلیتِ شیخین کے منکرین پر سب سے زیادہ سختی فرمائی ہے۔ اور اس کے منکر کو اسی (۸۰) کوڑے مارنے کا حکم جاری فرمایا ہے، امام ذہبی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں اس وعیدِ شدید کی طرف دیکھو، سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قانون اور اجرائے حدود کے معاملے میں بغیر کسی دلیل کے معاذ اللہ اتنی بڑی جسارت کیسے کر سکتے ہیں، جب کہ وہ خود روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حدود کو شبہات کے ذریعے ٹالنے کی کوشش کرو۔ اور فرمایا: مسلمان کی جان چھوٹنے کا راستہ ملے تو اس کا راستہ چھوڑ دو، بے شک قاضی اگر معاف کرنے میں غلطی کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کرے۔ (الزلال الانقیٰ، صفحہ ۹۵)

اس مسئلے کو فروعی مسئلہ کہہ کر اہلِ سنّت میں اپنی جگہ بنانے کی ناکام سازش کرنے والے بتائیں، کیا فروعی مسائل پر اسی (۸۰) کوڑے مارے جا سکتے ہیں؟ یہ اجماع حرمین شریفین اور کوفہ سمیت زمین کی وسعتوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اسے بلدی اجماع کہنا قولِ بلید ہے۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ علما کی طبیعتوں میں انقباض ہے؛ وہ ذرا بتائے کہ کیا سیّدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں انقباض تھا؟ ہم صرف زبانی یا تحریراً منع کریں تو انقباض لازم آئے، جب تمہیں اسی (۸۰) کوڑے لگیں گے تو کیا لازم آئے گا؟

غایۃ التبجیل کے تفضیلی مصنف نے اعتراف کیا ہے کہ حدِ مفتری والی حدیث کی سند ثابت ہے۔ بِإِسْنَادٍ ثَابِتٍ. (غایۃ التبجیل صفحہ ۲۵۹) ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

(۴) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے منبر پر بیٹھ کر اس بات کا اعلان فرمایا تھا کہ اس اُمت میں سب سے افضل ابوبکر و عمر ہیں۔

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ.

یہ روایت اسی (۸۰) راویوں نے بیان کی ہے۔ علما نے اسے صاف متواتر قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ: رافضیوں پر اللہ کی لعنت ہو یہ کیسے جاہل ہیں۔

هٰذَا مُتَوَاتِرٌ عَنْ عَلِيٍّ فَلَعَنَ اللهُ الرَّافِضَةَ مَا أَجْهَلَهُم.

(تاریخ الاسلام للذہبی، جلد ا، صفحہ ۱۱۵، تاریخ الخلفاء، صفحہ ۳۸، تکمیل الایمان، صفحہ ۶۲ وغیرہ)

اسی حدیث کے بارے میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ کوفہ کے منبر پر بیٹھ کر آپ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ (البدایہ والنہایہ ۷ / ۳۲۱)

غایۃ التبجیل کے تفضیلی مصنف لکھتے ہیں:

أَفْضَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ. وَهٰذَا إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَلَهُ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ.

یعنی اس اُمت میں اس کے نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد عمر ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے اور اس کی کثرت سے سندیں موجود ہیں۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۲۵۸)

(۵) یہ مسئلہ تقریباً ہر مفسر نے 'سورۃ حدید' کی آیت نمبر ۱۰ / کی تفسیر میں، یا 'سورۃ الیل' کی آیت نمبر ۱۷ / کی تفسیر میں یا 'سورۃ التوبہ' آیت نمبر ۴۰ / کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

حدیث کی ہر کتاب کی 'کتاب المناقب' یا 'کتاب الفضائل' میں موجود ہے۔

فقہ کی ہر مفصل کتاب میں مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ کے باب میں اور مَسْحٌ عَلَى الْخُفَّيْنِ کی بحث میں اور بَابُ الْمُرْتَدِّ میں درج ہے۔

اُصولِ فقہ کی کتب میں اجماع کی بحث میں مرقوم ہے۔

تصوف کی ہر کتاب مثلاً 'کشف المحجوب' صفحہ ۶۹ روغیرہ میں لکھ دیا گیا ہے اور تمام صوفیہ کا اس پر اجماع ہے۔ (التعرف صفحہ ۶۲) یہ وہ کتاب ہے جس کے بارے میں صوفیہ نے فرمایا ہے کہ :لَوْلَا التَّعَرُّفُ لَمَا عُرِفَ التَّصَوُّفُ یعنی اگر یہ کتاب التعرف نہ ہوتی تو تصوف کی پہچان نہ ہوتی۔

عقائد کی ہر کتاب مثلاً 'شرح عقائد نسفی' صفحہ ۱۵۰ روغیرہ میں شد و مد کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

شعرا کی درسی کتب، نامِ حق، تحفہ نصائح، بدائع منظوم، پند نامہ، بوستان وغیرہ میں حمد و نعت کے بعد چاروں خلفاءِ راشدین کی منقبت موجود ہے۔ حتیٰ کہ ہیر وارث شاہ اور سیف الملوک بھی اسی ترتیب سے لکھی گئی ہیں۔

بعض علما نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، جن کی تعداد کا احاطہ مشکل ہے۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے افضلیت شیخین پر ۵۰۰ ر سے زائد مرفوع احادیث اور مولا علی رضی اللہ عنہ کی ۲۸۶ ر موقوف احادیث ایک ہی کتاب میں درج کی ہیں جس کا نام ہے:

''اَلطَّرِيْقَةُ الْاَحْمَدِيَّةُ فِيْ حَقِيْقَةِ الْقَطْعِ بِالْاَفْضَلِيَّةِ''

غور فرمائیے کیا ان تمام کتب کے مصنفین ایک ہی گاؤں کے رہنے والے ہیں؟ حرمین شریفین، ماوراء النہر، مصر، ہندستان، افریقہ اور سپین وغیرہ کو ایک ہی گاؤں کہا جا سکتا ہے؟

(۶) شروع سے لے کر پندرھویں صدی تک ہر دور کے مجددین کا یہی عقیدہ رہا ہے۔

پہلی صدی میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادات اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع آپ پڑھ چکے ہیں۔

دوسری صدی میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'فقہ اکبر' کے صفحہ ۴ ر پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس اُمت میں سب سے افضل لکھا ہے۔

اسی صدی میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا (بروایت امام محمد، صفحہ ۳۹۵) میں حدیث لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا کو روایت کیا۔ نیز افضلیت شیخین کو قطعی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

اَوَفِيْ ذَالِكَ شَكٌّ یعنی کیا اس میں کوئی شک ہے؟

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۵۷، مرام الکلام صفحہ ۴۶، فتح المغیث ۳ / ۷ / ۱۲ وغیرہ)

اسی صدی میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر صحابہ و تابعین کا اجماع بیان کیا ہے۔

(الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۳۶۹)

تیسری صدی میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: افضلیت میں ابوبکر عمر عثمان علی۔

(السنۃ للخلال: ۶۰۷)

اور امام بخاری نے فَضْلُ اَبِيْ بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ کا باب 'بخاری شریف' میں باندھا ہے اور صحاحِ ستہ کے تمام مصنفین نے اس مسئلہ پر کثرت سے احادیث روایت کی ہیں۔

چوتھی صدی میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدۂ طحاویہ صفحہ ۱۲ ر پر لکھا ہے کہ:

نُثْبِتُ الْخِلَافَةَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلًا لِاَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ تَفْضِيْلًا لَّهٗ وَ تَقْدِيْمًا عَلٰى جَمِيْعِ الْاُمَّةِ

اسی صدی میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے المعجم الکبیر میں حدیث نمبر ۸۳ر ۷ اور اوسط میں حدیث نمبر ۱۶۹۲ ر سیدنا ابن عمر سے روایت کی ہے، جو بخاری میں بھی موجود ہے اور اس میں اجماعِ صحابہ بیان ہوا ہے۔

اسی صدی میں حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نوادر الاصول ۳ / ۵۵ پر مَا فَضَلَكُمْ اَبُوْبَكْرٍ بِكَثْرَةِ الصَّلٰوةِ وَ الصِّيَامِ وَ لٰكِنْ بِالسِّرِّ الَّذِيْ

وَقَرَ فِي قَلْبِهٖ کو روایت کیا۔

پانچویں صدی میں امام بیہقی نے 'کتاب الاعتقاد' صفحہ ۳۶۹ پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس پر اجماع لکھا ہے اور کثرت سے دلائل دیے ہیں۔

اسی صدی میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے 'احیاء العلوم' صفحہ ۱۱۹ میں اس کی تصریح فرمائی ہے، اور اپنی کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد کے صفحہ ۷۹ پر لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کے درجات کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس بات کا وحی کے سوا پتہ نہیں چل سکتا، اور جس ہستی پر وحی آئی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ہستی سے سنے بغیر کوئی جان نہیں سکتا، اور اس ہستی سے سننے کا تمام لوگوں سے زیادہ حق صحابہ کو ہے؛ جو ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹے رہے، ان صحابہ کا اس پر اجماع ہوا کہ سب سے پہلے ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی، الخ۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد، صفحہ ۷۹)

چھٹی صدی میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 'غنیۃ الطالبین' صفحہ ۱۵۸ پر فرمایا ہے کہ: سب صحابہ میں افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر پھر عثمان پھر علی۔ اور صفحہ ۱۸۲ پر تفضیلی زیدیہ کو شیعہ کا فرقہ قرار دیا ہے، اور صفحہ ۱۶۶ پر فرمایا ہے کہ رافضی کی پہچان یہ ہے کہ اہلِ سُنّت کو ناصبی کہے گا۔ عَلَامَۃُ الرَّافِضَۃِ تَسْمِیَتُھُمْ اَھْلَ الْاَثَرِ نَاصِبَۃً۔

اسی صدی میں علامہ ابن جوزی نے مفسرین کا اجماع لکھا ہے۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۶۶)

اور امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس صدی کے اواخر اور اگلی صدی کی ابتدا میں تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۷ میں الاتقی کی تفسیر میں افضلیتِ صدیق پر تمام مفسرین کا اجماع لکھا ہے۔

ساتویں صدی میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۹ پر خلفائے اربعہ کو اسی ترتیب سے لکھا ہے، اور ہر ایک کو اپنے اپنے دور کا قطب قرار دیا ہے۔

اسی صدی میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح نووی علیٰ مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ پر اس پر اجماع لکھا ہے،

اسی صدی میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر قرطبی جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۶ پر سورۃ حدید کی آیت نمبر ۱۰ کی تفسیر میں اس آیت کو صدیق اکبر کی افضلیت کا واضح ثبوت قرار دیا ہے۔

آٹھویں صدی میں امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الکبائر صفحہ ۲۳۶ پر اس مسئلے کو متواتر اور قطعی قرار دیا ہے، اور منکرین کو بدعتی، خبیث اور منافق کہا ہے۔

اسی صدی میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد نسفی میں اسے اہلِ سُنّت کی علامت لکھا ہے۔

اسی صدی میں علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے الباعث الحثیث صفحہ ۱۲۸ پر اس پر اجماع لکھا ہے۔

مخالفین کی تسکین کے لیے عرض ہے کہ اسی صدی میں ان کے ممدوح ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ جلد ۴ صفحہ ۱۳۵ پر افضلیت اور اعلمیتِ صدیق پر اجماع نقل کیا ہے۔

نویں صدی میں امام ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۶۰ میں بیان فرمایا ہے، منکرین کو بدعتی کہا ہے اور ان کے پیچھے نماز کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

اسی صدی میں علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳ پر اجماع نقل کیا ہے،

اور امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح المغیث جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ پر منکرین پر بہت سختی فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کے منکر اہلِ سُنّت سے خارج بلکہ اہلِ ایمان سے بھی خارج ہیں۔

اس صدی کے آخر میں اور اگلی صدی کے آغاز میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر انتہا کر دی ہے، اسے اجماعی اور

قطعی لکھا ہے اور منکرین کو خبیث کہا ہے، اور ایک مکمل رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام ہے: اَلْحَبْلُ الْوَثِیْقُ فِیْ نُصْرَةِ الصِّدِّیْقِ۔

دسویں صدی میں امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الیواقیت والجواہر صفحہ ۳۴۷ ر پر تفصیل سے لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ اس عقیدے کے منکر شیعہ اور معتزلہ ہیں۔

اسی صدی میں حضرت میر سیّد عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے تفضیلی کے بارے میں لکھا ہے کہ: اس کی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جا سکتا، اس لیے کہ ان اصحاب باصفا کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے، تو جس کا راستہ سُنّت کے خلاف ہے اس کی گردن میں لعنتوں کے طوق ہیں۔ (سبع سنابل صفحہ ۷۵)

اسی صدی میں علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ نام سے پوری کتاب لکھ دی۔

گیارہویں صدی میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات جلد ۲ رمکتوب نمبر ۳۶ رمیں لکھا ہے کہ: شیخین کی افضلیت باقی اُمت پر قطعی ہے، اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جو جاہل ہو یا متعصب ہو۔ مکتوبات جلد ار مکتوب نمبر ۲۶۶ رمیں فرمایا کہ: افضلیت شیخین کا منکر یزید بدبخت کا ساتھی اور اس کا بھائی ہے۔

اسی صدی میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل الایمان صفحہ ۵۶ ر پر اسے اجماعی لکھا اور صفحہ ۶۴ ر پر اسے قطعی لکھا ہے اور صفحہ ۷۸ ر پر اسے اہلِ سُنّت کی علامت قرار دیا ہے۔

اسی صدی میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳ پر لکھا کہ اس پر جمیع اہلِ سُنّت کا اجماع ہے اور یہ اہلِ سُنّت کی پہچان ہے اور اس کے منکر رافضی یا معتزلہ ہیں۔

بارہویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مکمل کتاب 'قرۃ العینین' لکھ ڈالی اور اپنی کتاب الانتباہ صفحہ ۴ ر پر لکھا کہ ائمہ کے مامور من اللہ ہونے کا رافضی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔

اسی صدی کے عظیم مجدد حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بہت زبردست کام کیا۔ کئی کتابیں لکھ دیں۔ ایک کا نام ہے: "اَلطَّرِیْقَةُ الْاَحْمَدِیَّةُ فِیْ حَقِیْقَةِ الْقَطْعِ بِالْاَفْضَلِیَّةِ"۔ اس کا موضوع صرف افضلیتِ شیخین نہیں بلکہ اس مسئلہ کی قطعیت اس کا موضوع ہے۔

اسی صدی میں ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درسی کتاب نور الانوار میں خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر صحابہ کا اجماع لکھا اور اس کے منکر کو کافر کہا۔

تیرہویں صدی میں سیّد ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور زمانہ فتاویٰ شامی جلد ۳ رصفحہ ۳۲۱ ر پر تفضیلیوں کو رافضی لکھا اور ان کے پیچھے نماز کو مکروہ تحریمی کہا۔

اسی صدی میں حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری جلد ۱۰ ر سورۃ الیل آیت ۱۷ ر کی تفسیر میں فرمایا کہ اس (پہ) مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اُتری۔

اسی صدی میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۸۲، ۳۸۳ پر عقیدۂ افضلیتِ شیخین کو قطعی قرار دیا۔ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵ ر پر لکھتے ہیں:

فرقۂ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند ایں فرقہ از ادنائے تلامذہ آں لعین شدند۔

یعنی شیعہ کا تفضیلی فرقہ جناب مرتضوی کو تمام صحابہ سے افضل مانتا ہے، یہ لوگ شیطان لعین کے قریبی شاگرد ہیں۔

اسی صدی میں علامہ سیّد محمود احمد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی ۵ / ۱۰۶ پر اُولٰئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ کی تفسیر میں شیخ خالد کے حوالہ سے نبیوں کے بعد صدیق اکبر کو تمام صدیقوں کا قطب مدار قرار دیا۔

چودھویں صدی میں امام اہلِ سُنّت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر کئی کتابیں لکھ دیں: مطلع القمرین، الزلال الانقی ،غایۃ التحقیق۔ اور اس مسئلہ کو قطعی اور اجماعی قرار دیا اور مطلع القمرین صفحہ ۷۰ پر تفضیلیوں کو اہلِ سُنّت سے خارج لکھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵ پر بالتصریح خلفاء اربعہ کی روحانی ولایت کو اسی ترتیب کے ساتھ لکھا۔

اور حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روحانی افضلیت پر دریا بہا دیے ہیں۔

اسی صدی کے بے شمار علما نے لکھا ہے کہ افضلیتِ شیخین کا منکر اہلِ سُنّت سے خارج ہے۔ بعض کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں! انہوں نے یہ الفاظ کتاب فضائل امیر معاویہ پر اپنی اپنی تقریظ میں لکھ دیے ہیں:

اس عقیدے کا مخالف سنی نہیں۔ (غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

وہ ہرگز اہلِ سُنّت سے نہیں۔ (حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

ایسا شخص بالکل بے دین ہے۔ (حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

اس اجماع کا منکر شُذَّ فِی النَّارِ کی وعید کے تحت ہے۔ (شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ)

یہ ہے چودہ سو سال کا اسلامی ریکارڈ۔ فرمایئے! ہم آپ کو سمجھانے کے لیے اس سے بہتر کون سا طریقہ استعمال کریں؟ اب اگر پندرھویں صدی میں کوئی شخص اس عقیدے کے برعکس چلتا ہو یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صرف سیاسی خلیفہ کہتا ہو تو اللہ کریم کی عظمت کی قسم ایسا شخص جو چودہ سو سالہ مجددین کے خلاف عقیدہ رکھے وہ مجدد نہیں ہو سکتا بلکہ مفسد و مخرب ہے۔

(۷) آپ نے دیکھا کہ مجددین میں سے کوئی افضلیتِ شیخین پر اجماع لکھتا ہے، کوئی اس عقیدے کو قطعی لکھتا ہے، کوئی اسے متواتر لکھتا ہے، کوئی اس کے منکر کو اہلِ سُنّت سے خارج لکھتا ہے، کوئی اسے رافضی لکھتا ہے، کوئی اسے جہنمی لکھتا ہے، کوئی اسے خبیث لکھتا ہے، کوئی اسے منافق لکھتا ہے، کوئی اسے بد بخت لکھتا ہے، کوئی اسے یزید کا ساتھی لکھتا ہے، کوئی اسے بدعتی لکھتا ہے، کوئی اسے بے دین لکھتا ہے، کوئی اسے لعنتی لکھتا ہے، کوئی اسے بے ایمان لکھتا ہے، کوئی اسے شیعہ یا معتزلہ لکھتا ہے، کوئی اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتا ہے، کوئی ایسے شخص کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع کرتا ہے، کوئی افضلیتِ شیخین کو اہلِ سُنّت کی علامت لکھتا ہے، کوئی ان میں سے اکثر باتیں بیک قلم لکھتا ہے۔ ان تمام الفاظ کا مفاد ایک ہی ہے یعنی قطعیت۔

عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَ حُسْنُكَ وَاحِدٌ
كُلٌّ اِلٰی ذَاكَ الْجَمَالِ يُشِيْرُ

ہمارے الفاظ مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہی ہے، ہر لفظ اسی حسن کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اب اگر کسی ایک صحابی کا بھی عقیدہ افضلیتِ شیخین کے خلاف ہوتا تو چودہ سو سال کے علما مذکورہ بالا سخت ترین الفاظ ہرگز ہرگز استعمال نہ کرتے۔

(۸) علما نے افضلیتِ شیخین اور محبتِ ختنین کو اہلِ سُنّت کی علامات میں شمار کیا ہے اور امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قاعدہ بیان فرمایا کہ:

مِنْ عَلَامَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنْ تُفَضِّلَ الشَّيْخَيْنِ وَ تُحِبَّ الْخَتَنَيْنِ۔

(قاضی خان، جلد ۱، صفحہ ۴۶، شرح عقائد نسفی، صفحہ ۱۵۰، تکمیل الایمان، صفحہ ۸۷، نبراس، صفحہ ۳۰۲، شرح فقہ اکبر، صفحہ ۶۳، فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، صفحہ ۶۱ ،البحر الرائق، جلد ۱، صفحہ ۳۸۸، بنایہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

گویا یہ علامت ہو گی تو سنی کہلا سکو گے، ورنہ افضلیتِ شیخین کا منکر رافضی اور محبتِ ختنین کا منکر خارجی ہے۔ اور اگر کوئی رافضی کہے کہ

افضلیتِ شیخین کا انکار کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، طبیعت میں انقباض نہیں ہونا چاہیے۔ تو پھر اس سے لازم آئے گا کہ محبتِ ختنین کا انکار کرنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا، طبیعت میں انقباض نہیں ہونا چاہیے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ۔

(۹) شیخین کی خلافت پر علمانے صحابہ کا اجماع قطعی نقل کیا ہے اور اس کے منکر کو کافر کہا ہے۔

(نور الانوار، صفحہ ۲۲۲)

یہاں سے یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ افضلیتِ شیخین کا عقیدہ قطعی ہے، اس لیے کہ صحابۂ کرام نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو ہی خلافت کی علت قرار دیا تھا۔ (بخاری: ۳۶۶۸)

نیز علمانے لکھا ہے کہ جو ترتیب خلافت کی ہے وہی ترتیب افضلیت کی ہے۔

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: افضلیتِ شیخین کے انکار کا نتیجہ یہ ہے کہ روافض، شیخین کو غاصب اور غیر عدول کہہ کر ان کے دیے ہوئے قرآن وسنّت کو غیر معتبر کہہ دیتے ہیں۔ علما پر لازم ہے کہ مسئلۂ افضلیت کو خصوصی اہمیت دیں۔ اسے اہمیت دینے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ یہ اہل سنّت کی علامت ہے۔ یَجِبُ عَلَى الْعُلَمَاءِ الْاِهْتِمَامُ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ۔

(حاصل نبراس، صفحہ ۳۰۲)

لہٰذا اس عقیدے میں لچک رکھنا نہایت خطرناک ہے۔

(۱۰) آج بھی جس کا جی چاہے روضۂ انور میں شیخین کے خداداد قربِ نبوت کا مشاہدہ کرے۔ سیّدنا امام زین العابدین قدس سرہ العزیز سے کسی نے پوچھا کہ: ابوبکر اور عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کیا مرتبہ حاصل تھا؟ فرمایا جو مرتبہ انہیں آج حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آرام فرما ہیں۔ (مسند احمد، جلد ۴، صفحہ ۹۶، الاعتقاد للبیہقی، صفحہ ۳۶۲)

نبراس کے حاشیہ برخوردار صفحہ ۳۸۹ پر لکھا ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا، پھر حضرت ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی نے رضی اللہ عنہم۔

شیخ محمد اکرم صابری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اقتباس الانوار صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے کہ اسی کتاب کو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، پھر حضرت ابوبکر نے پھر عمر نے پھر عثمان نے پھر علی نے رضی اللہ عنہم۔

معلوم ہوا کہ آج روحانی مجالس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام پیارے یہی ترتیب رکھتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول آپ پڑھ چکے ہیں کہ: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی طور پر سختی سے حکم فرمایا کہ ابوبکر و عمر کو افضل مانو۔

پوری اُمت اپنے جمعہ کے خطبات میں خَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقِ پکارتی ہے۔ اور اَفْضَلُ الصَّحَابَةِ بِالتَّحْقِيْقِ سَيِّدُنَا اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقِ کی صدائیں بلند کرتی ہے۔ اور یہ اس مسئلہ کے تواتر کی انتہا ہے۔ اور یہ اس موضوع پر تحقیق کی انتہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا حَدَّ لِحَمْدِهٖ وَلَا اِنْتِهَاءَ

خدارا انصاف! خود سوچیے آپ کے نزدیک کون سا ایسا قطعی مسئلہ ہے جس پر اس سے زیادہ دلائل موجود ہیں، اور انکار کے جو راستے آپ یہاں اختیار فرما رہے ہیں وہی راستے وہاں نہیں چل سکتے؟

دوسرا باب:

معروف ائمہ کا عقیدہ

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

(۱) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رضی اللہ عنہ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔

(فقہ اکبر صفحہ ۴)

(۲) فرماتے ہیں:

مِنْ عَلَامَاتِ اَھْلِ السُّنَّۃِ اَنْ تُفَضِّلَ الشَّیْخَیْنِ وَ تُحِبَّ الْخَتَنَیْنِ۔

یعنی شیخین کی افضلیت اور ختنین کی محبت اہلِ سنّت کی پہچان ہے۔(شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰،وغیرہ)

امامِ اعظم کے اس قول سے بالکل واضح ہے کہ آپ کے نزدیک افضلیتِ شیخین کا منکر اہلِ سنّت سے خارج ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فِیْ کَلَامِہٖ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلِیًّا عَلَی الشَّیْخَیْنِ فَھُوَ خَارِجٌ عَنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ۔

یعنی امام صاحب کے کلام میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ جس نے حضرت علی کو شیخین سے افضل کہا وہ اہلِ سنّت و جماعت سے خارج ہے۔ (الطریقۃ الاحمدیہ،قلمی صفحہ ۶)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خود حدیث لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا روایت فرمائی ہے۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۳۹۵)

اور فرماتے ہیں:

اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: اَوَفِیْ ذَالِکَ شَکٌّ؟

یعنی سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر اور کیا اس میں کوئی شک ہے؟

(الصواعق المحرقہ،صفحہ ۵۷،مرام الکلام،صفحہ ۴۶،فتح المغیث ۳/ ۱۲۷)

گویا امام مالک افضلیتِ شیخین کو قطعی سمجھتے تھے، ہاں البتہ ختنین کے درمیان ایک عرصہ تک سکوت کے قائل رہے مگر بعد میں اس سے رجوع فرمالیا۔ (تدریب الراوی ۲/ ۱۹۷،صواعق محرقہ،صفحہ ۵۷،الاستیعاب،صفحہ ۵۳۸)

اب اگر امام مالک کا کوئی قول سیدۃ النساء علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت کا ملے تو یقیناً ایسا قول بضعِ رسول ہونے کی وجہ سے جزوی فضیلت پر محمول ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

تفضیلی رافضی چوں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بہت استعمال کرتے ہیں، لہٰذا ہم امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد تفصیل سے لکھ دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

(۱) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فِی الْخِلَافَۃِ وَالتَّفْضِیْلِ نَبْدَأُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔

یعنی خلافت ہو یا افضلیت ہم دونوں صورتوں میں ابوبکر سے شروع کرتے ہیں اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم۔ (الاعتقاد للبیہقی، صفحہ ۳۳۶، فتح الباری، جلد ۷ صفحہ ۱۳، مرام الکلام، صفحہ ۴۶)

(۲) پھر فرماتے ہیں:

مَا اخْتَلَفَ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ فِيْ تَفْضِيْلِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ تَقْدِيْمِهِمَا عَلٰى جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ. وَاِنَّمَا اخْتَلَفَ مَنِ اخْتَلَفَ مِنْهُمْ فِيْ عَلِيٍّ وَّ عُثْمَانَ.

یعنی صحابہ اور تابعین میں سے کسی ایک فرد نے بھی ابوبکر و عمر کی افضلیت اور ان کی تقدیم کا انکار نہیں کیا۔ اگر اختلاف ہے تو صرف اور صرف حضرت علی اور عثمان کے بارے میں ہے اگر اختلاف ہے تو علی اور عثمان کے درمیان ہے۔

(الاعتقاد للبیہقی، صفحہ ۳۶۹، تکمیل الایمان، صفحہ ۵۶)

(۳) حدیث مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ کی شرح میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حدیث موالات کی اگر سند صحیح بھی ہو تو اس میں ولایت علی پر نص موجود نہیں۔ ہم نے اپنی کتاب الفضائل میں واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود کیا تھا؟ بات یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو ساتھیوں نے ان کے خلاف کثرت سے شکایت کی، اور بغض کا اظہار کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ ان کے خصوصی تعلق اور ان سے محبت کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کے ذریعے آپ سے محبت اور دوستی رکھنے کی رغبت دلائی اور عداوت ترک کرانا چاہی، لہٰذا فرمایا مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ اور بعض روایات میں ہے: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، اور اس سے مراد اسلامی دوستی اور آپ رضی اللہ عنہ کی محبت ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ایک دوسرے سے عداوت نہ رکھیں، یہ حدیث اس معنی میں ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی مجھ سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ مجھ سے مومن کے سوا محبت کوئی نہ کرے گا اور منافق کے سوا بغض کوئی نہ رکھے گا۔

اَلْمُرَادُ بِهٖ وِلَاءُ الْاِسْلَامِ وَ مَوَدَّتُهٗ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يُّوَالِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً وَّ لَا يُعَادِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضاً وَ هُوَ فِيْ مَعْنٰى مَا ثَبَتَ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ الحدیث۔ (الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۳۵۴)

اس حدیث کو بنیاد بنا کر اور امام شافعی کا نام استعمال کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں فساد ڈالنے والے بدنصیب رافضی خطیب کو چاہیے امام شافعی کی مذکورہ بالا عبارت کو ایک نمک حلال شاگرد کی طرح پڑھے اور اس پر اعتقاد رکھے۔

(۴) افضلیتِ شیخین پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے اور امام احمد ائمہ اربعہ میں شامل ہیں۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۵۷)

(۵) ایک خطیب صاحب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ادھورے شعر پڑھ پڑھ کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں اور بعض ایسے شعر بھی پڑھے جا رہے ہیں جن کا امام شافعی کی طرف انتساب ہی مشکوک ہے مگر صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ امام شافعی کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

غایۃ التبجیل میں بھی یہی کمال دکھایا گیا ہے۔ مصنف نے امام شافعی کا صرف ایک شعر نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں: وقد کان الامام شافعی یقول:

اذا نحن فضلنا علیا فاننا روافض بالتفضیل عند ذوی جھل

یعنی جب ہم علی کی فضیلت بیان کرتے ہیں تو جاہل لوگ ہمیں تفضیلی رافضی کہتے ہیں۔

(غایۃ التبجیل صفحہ ۲۲۴)

مصنف نے اس سے اگلے شعر چھوڑ دیے ہیں۔ پوری صورتِ حال اس طرح ہے:

إِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِيّاً فَإِنَّنَا
رَوَافِضُ بِالتَّفْضِيْلِ عِنْدَ ذَوِی جَهْلِ
وَ فَضْلَ اَبِیْ بَکْرٍ اِذَا مَا ذَکَرْتُهُ
رُمِیْتُ بِنَصْبٍ عِنْدَ ذِکْرِیْ لِلْفَضْلِ
فَلَا زِلْتُ ذَا رَفْضٍ وَ نَصْبٍ کِلَاهُمَا
بِحُبِّیْهِمَا حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی الرَّمْلِ

ترجمہ:۔(۱) جب ہم علی کی فضیلت بیان کرتے ہیں تو جاہل لوگ ہمیں تفضیلی رافضی کہتے ہیں۔(۲) جب میں ابوبکر کی فضیلت بیان کرتا ہوں تو مجھ پر ناصبی ہونے کا بہتان لگایا جاتا ہے۔

(۳) میں ان دونوں کی محبت کی وجہ سے رافضی اور ناصبی بنا رہوں گا حتیٰ کہ مجھے موت آجائے۔

ان تینوں اشعار پر غور کیجیے اور ساتھ ہی امام شافعی کی مذکورہ بالا تصریحات کو بھی سامنے رکھیے، ان شاء اللہ رافضیت دانت پیستی رہ جائے گی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

(۱) افضلیت شیخین پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے اور امام احمد ائمہ اربعہ میں شامل ہیں۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۵۷)

امام احمد بن حنبل کا علیحدہ قول بھی ملاحظہ کیجیے: افضلیت کی ترتیب ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی ہے۔(السنۃ للخلال:۶۰۷)

(۲) اس زمانے میں کچھ لوگ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ ماننے سے انکاری تھے۔ ان ظالموں کا کہنا تھا کہ علی کریم معاذ اللہ خود ہی خلیفہ بن بیٹھے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے ایسے لوگوں کی تردید فرمائی ہے۔(السنۃ للخلال:۶۳۹)

اور فرمایا کہ خلافت نے علی کو زینت نہیں بخشی بلکہ علی نے خلافت کو زینت بخشی ہے۔

(۳) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی چوتھی خلافت کو برحق ثابت کرنے کے لیے فرمایا: افضلیت میں ابوبکر اور عمر اور عثمان ہیں اور خلافت میں چوتھا نمبر علی کا ہے اور ہم یہ بات حدیث سفینہ سے ثابت کرتے ہیں۔

اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ قَالَ هٰذَا فِی التَّفْضِیْلِ وَ عَلِیٌّ الرَّابِعُ فِی الْخِلَافَةِ وَ نَقُوْلُ بِقَوْلِ سَفِیْنَةَ الْخِلَافَةُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً اسنادہ صحیح. (السنۃ للخلال:۶۴۱)

عَلِیٌّ الرَّابِعُ پر غور فرمائیے تو واضح ہوگا کہ نعرۂ تحقیق دراصل خلافت علی المرتضیٰ کے منکرین کی تردید کرتا ہے۔

(۴) مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الْحِمْصِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلَ وَسُئِلَ عَنِ التَّفْضِیْلِ فَقَالَ مَنْ قَدَّمَ عَلِیّاً عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَدْ طَعَنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَمَنْ قَدَّمَهُ عَلٰی عُمَرَ فَقَدْ طَعَنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّمَنْ قَدَّمَهُ عَلٰی عُثْمَانَ فَقَدْ طَعَنَ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَلٰی عُمَرَ وَعَلٰی اَهْلِ الشُّوْرٰی وَعَلَی الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ.

یعنی جس شخص نے علی کو ابوبکر سے افضل کہا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا اور جس نے علی کو عمر سے افضل کہا اس نے رسول اللہ اور ابوبکر دونوں پر طعن کیا، اور جس نے علی کو عثمان سے افضل کہا اس نے ابوبکر عمر اور مہاجرین وانصار سب پر طعن کیا۔(السنۃ للخلال:۵۱۴)

(۵) عَنْ هَارُوْنَ الدِّیْكِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَهُوَ صَاحِبُ سُنَّةٍ وَمَنْ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعَلِیٌّ وَعُثْمَانُ فَهُوَ رَافِضِیٌّ اَوْ قَالَ مُبْتَدِعٌ فی اسنادہ من لم یعرف حالہ

یعنی جس نے کہا ابوبکر عمر عثمان، وہ سنی ہے، اور جس نے کہا ابوبکر عمر علی اور عثمان وہ رافضی ہے یا بدعتی ہے۔(السنۃ للخلال:۵۳۲)

غور فرمائیے! سیّدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کو تیسرا نمبر دینے والے کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے رافضی یا بدعتی قرار دیا ہے تو جو شخص آپ کو پہلا نمبر دیتا ہو اس پر کفر کے فتوے کی اُمید رکھی جاسکتی ہے کہ نہیں؟

(۶) کوفہ کا ایک آدمی تفضیل میں کہتا تھا: ابوبکر عمر اور علی۔ امام احمد نے فرمایا یہ بات وہی آدمی کرسکتا ہے جسے زکام لگا ہوا ہو۔ آپ نے ابنِ مسعود، ابنِ عمر اور ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اقوال سے استدلال کیا۔ (السنۃ للخلال: ۵۶۳)

خدارا انصاف! اگر سیّدنا علی المرتضیٰ کو تیسرا نمبر دینے والا مزکوم ہے تو پھر انہیں پہلا نمبر دینے والا مسلول (ٹی بی کا مریض) ہوگا کہ نہیں؟

(۷) ہارون بن سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ: آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے کہا ابو بکر عمر اور عثمان۔ امام صاحب نے فرمایا یہ قول ابنِ عمر کا ہے۔ اور ہم اسی پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا اگر کوئی کہے ابوبکر عمر عثمان اور علی تو پھر؟ امام صاحب نے فرمایا: وہ بھی اہلِ سُنّت ہے۔ پھر میں نے پوچھا اگر کوئی کہے کہ: ابوبکر اور عمر تو پھر؟ امام صاحب نے فرمایا یہ قول سفیان، شعبہ اور مالک کا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کہے: ابوبکر عمر اور علی تو پھر؟ فرمایا: اب یہاں شدید غلطی ہوئی، اب یہاں شدید غلطی ہوئی۔ (السنۃ للخلال: ۶۰۳)

(۸) قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ اَذْهَبُ اِلٰى حَدِيْثِ سَفِيْنَةَ فِى التَّفْضِيْلِ وَالْخِلَافَةِ.

یعنی میں حدیثِ سفینہ کی روشنی میں افضلیت اور خلافت دونوں کا عقیدہ رکھتا ہوں۔

(السنۃ للخلال: ۶۰۵، ۶۰۶)

عقیدۂ غوثیہ

حضرت سیّدنا قطب الاقطاب وغوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) خلفائے راشدین نے خلافت بزورِ شمشیر یا جبر کے ذریعہ حاصل نہیں کی تھی، بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی۔

لِفَضْلِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِىْ عَصْرِهٖ وَزَمَانِهٖ عَلٰى مَنْ سِوَاهُ مِنَ الصَّحَابَةِ.

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۸)

(۲) عشرۂ مبشرہ میں سے چاروں خلفاءِ راشدین افضل ہیں اور ان چار میں سے ابوبکر افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸)

(۳) روافض کی علامت یہ ہے کہ اہلِ سُنّت کو ناصبی کہتے ہیں۔

وَعَلَامَةُ الرَّافِضَةِ تَسْمِيَتُهُمْ اَهْلَ الْاَثَرِ نَاصِبَةً. (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۶)

(۴) رافضی اہلِ سُنّت کو ناصبی کہتے ہیں کیوں کہ اہلِ سُنّت اپنے امام کو جماعت کی رائے سے مقرر کرتے ہیں۔

تُسَمِّيْهَا الرَّافِضَةُ نَاصِبَةً لِقَوْلِهَا بِاخْتِيَارِ الْاِمَامِ وَنَصْبِهٖ بِالْعَقْدِ. (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۶)

(۵) زیدی فرقہ شیعہ کا فرقہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۲)

(۶) جہاں تک حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تعلق ہے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وفات پا جانے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حضرت معاویہ کو خلافت سونپ دینے کے بعد ثابت ہے صحیح ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۱)

(۷) حضرت علی کے خلاف حضرت معاویہ، طلحہ اور زبیر نے جو جنگ لڑی تھی اور حضرت عثمان بن عفان خلیفہ برحق مقتول مظلوم کے خون کا بدلہ مانگا تھا جب کہ ان کے قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھے، ہر ایک کے پاس صحیح تاویل موجود تھی، ہمارے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اس بارے میں اپنی زبان کو لگام دیں۔ فَاَحْسَنُ اَحْوَالِنَا الْاِمْسَاكُ فِىْ ذٰلِكَ. (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۱)

(۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ آلِ محمد کون ہیں؟ فرمایا: ہر متقی۔

قِيْلَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ اٰلُ مُحَمَّدٍ؟ قَالَ: كُلُّ تَقِيٍّ۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)

(۹) رافضیوں کا مذہب یہودیوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ شعبی نے فرمایا: رافضیوں کی محبت یہودیوں کی محبت ہے۔ مَحَبَّةُ الرَّوَافِضِ مَحَبَّةُ الْيَهُوْدِ۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۴)

(۱۰) تَبًّا لَهُمْ اِلٰى اٰخِرِ الدَّهْرِ یعنی رافضیوں پر قیامت تک اللہ کی مار ہو۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۴)

(۱۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے میرے لیے میرے صحابہ کو چن لیا، انہیں میرے مددگار بنایا اور میرے سسرال بنایا، جلد ہی بعد والے زمانے میں ایک قوم آئے گی جو اُن میں نقص نکالے گی، خبردار! اُن کے ساتھ مل کے مت کھانا، خبردار! اُن کے ساتھ مل کے مت پینا، خبردار! اُن سے نکاح نہ کرنا، خبردار! اُن کے ساتھ نماز نہ پڑھنا، خبردار! اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھنا، اُن پر لعنت حلال ہو چکی ہے عَلَيْهِمْ حَلَّتِ اللَّعْنَةُ۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

شیخ اکبر لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ فِيْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ۔

یعنی جان لو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ابوبکر سے افضل ہو۔

(فتوحات مکیہ باب ۹۳، الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۸)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اَفْضَلُ الْاَوْلِيَاءِ الْمُحَمَّدِيِّيْنَ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رضی اللہ عنھم اجمعین۔

(الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۷)

افضلیت کو تقدم فی الخلافۃ کی علت نہ سمجھنا سیّدنا شیخ اکبر قدس سرہ کا تفرد ہے، مگر یہ شیخین کی نفسِ افضلیت کے ہرگز خلاف نہیں اور اتنی سی بات کا بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی سختی سے مکتوبات شریف جلد ۲ ر میں رد کیا ہے۔ حالاں کہ اتنی ساری بات سے افضلیت شیخین کا انکار لازم نہیں آتا تھا، بلکہ افضلیت شیخین کو تسلیم کر کے محض افضلیت کے تقدم کی علت ہونے کی نفی کی گئی تھی۔ اب حضرت شیخ اکبر کا قول نقل کر دینا اور حضرت مجدد کی طرف سے اس کی تردید نقل نہ کرنا تحقیق کے ساتھ وفا نہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ہمارے تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى میں اتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور شیعہ سب کے سب کہتے ہیں کہ یہ آیت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں اُتری۔

اَجْمَعَ الْمُفَسِّرُوْنَ مِنَّا عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، وَاعْلَمْ اَنَّ الشِّيْعَةَ بِاَسْرِهِمْ يُنْكِرُوْنَ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ حَقِّ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۷)

امام رازی کی اس عبارت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ہے۔

امام رازی کی جس عبارت سے غلط فہمی ہو رہی ہے وہ پوری عبارت اس طرح ہے:

اَلْاُمَّةُ مُجْمِعَةٌ عَلٰى اَنَّ اَفْضَلَ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِمَّا اَبُوْ بَكْرٍ اَوْ عَلِيٌّ، وَلَا يُمْكِنُ حَمْلُ هٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، فَتَعَيَّنَ حَمْلُهَا عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ۔

یعنی اُمت اس پر مجمع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے افضل یا تو ابوبکر ہیں یا پھر علی، اور (اگلی آیت وَمَا لِاَحَدٍ

عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى کی روشنی میں) علی بن ابی طالب پر یہ آیت چسپاں نہیں ہوتی، لہٰذا طے پا گیا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۸)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ روافض کی تردید کر رہے ہیں اور اپنے مخصوص عقلی انداز میں بات کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اگلی آیت وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى شیعوں کے عقیدہ کو قبول نہیں کرتی اور باقی صرف صدیق اکبر ہی بچتے ہیں، فَتَعَيَّنَ حَمْلُهَا عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ۔

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

افضلیتِ شیخین بر باقی امت قطعی است، انکار نہ کند مگر جاہل یا متعصب۔

یعنی شیخین کی افضلیت باقی اُمت پر قطعی ہے، اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جو جاہل ہو یا متعصب ہو۔ (مکتوبات جلد ۲ مکتوب نمبر ۳۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

(۱) حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں:

گفتہ اند کہ علاماتِ اہل سُنّت سہ چیز است۔ تفضیل الشیخین و محبۃ الختنین و المسح علی الخفین ابوبکر و عمر را افضل دانستن و علی و عثمان را محبت داشتن و جواز مسح موزہ را اعتقاد کردن۔ ایں سہ چیز نشانہ اہلِ سُنّت و جماعت است کہ اہل بدعت بداں قائل نیستند۔

اہل سُنّت کی علامت تین چیزیں ہیں افضلیتِ شیخین، محبتِ ختنین اور مسح علی الخفین۔ یہ تین چیزیں اہلِ سُنّت و جماعت کی پہچان ہیں۔ اہلِ بدعت ان کے قائل نہیں۔

(تکمیل الایمان صفحہ ۷۸ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

(۲) افضلیتِ خلفائے اربعہ بہ ترتیب خلافت است۔

چاروں خلفا کی افضلیت ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۵۵)

(۳) پھر لکھتے ہیں: امام نووی می گوید کہ افضل اصحاب علی الاطلاق ابوبکر است بعد ازاں عمر بہ اجماع اہل سُنّت۔

یعنی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے افضلیتِ شیخین پر اجماع لکھا ہے۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)

(۴) پھر ذہبی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ: افضلیتِ شیخین کو سیّدنا علی کریم رضی اللہ عنہ سے اَسی (۸۰) آدمیوں نے روایت کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۶۲)

(۵) پھر لکھتے ہیں: سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہا میں اسے مفتری کی حد کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۶۳)

(۶) پھر لکھتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اتنے خطبات اور فصول ابوبکر و عمر کی مدح وثنا میں منقول ہیں کہ ان پر اطلاع پانے کے بعد کسی باغی کے پاس بھی دَم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ اگر علماءِ اہل سُنّت ابوبکر و عمر کی افضلیت بلکہ قطعیت پر استدلال کرنے کے لیے ان دلائل پر اکتفا کرلیں تو یہ دلائل اس مقصد کے لیے کافی وافی ہیں۔

گر علماءِ اہل سُنّت و جماعت در افضلیتِ ابوبکر و عمر بلکہ در قطعیت آں بہماں اکتفا نمایند و استدلال کنند کافی وافی بود۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۶۴)

(۷) آخر میں ہم یہ مسئلہ بھی واضح کر دیتے ہیں کہ ہمارے ان دوستوں کو علما کی عبارات کو سمجھنے میں غلطی کہاں سے لگی ہے۔ دراصل جب علماءِ کرام رحمہم اللہ علیہم شیخین کی بات کرتے ہیں تو ان کی افضلیت پر اجماع اور قطعیت کا قول کرتے ہیں۔ لیکن بعض علما جب ابوبکر و عمر، عثمان و علی

رضی اللہ عنہم چاروں کا ذکر اکٹھا کرتے ہیں تو یہاں جمہور اور ظن کا قول کرتے ہیں۔ یہاں ان کا اشارہ سیّدنا عثمان غنی اور سیّدنا علی کریم رضی اللہ عنہما کے مابین تفاضل کے ظنی ہونے کی طرف ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی زندہ مثال ہم اسی کتاب تکمیل الایمان کے حوالے سے دیتے ہیں تا کہ ہر لحاظ سے حجت تمام ہوجائے اور حضرت شیخ ہی کی زبانی مسئلہ واضح ہوجائے۔ حضرت شیخ قدس سرہ لکھتے ہیں:

بدانکہ جمہور اہل سُنّت و جماعت بریں ترتیب اند کہ مذکور شد و مروی از امام مالک وغیرے وے توقف است میاں عثمان وعلی رضی اللہ عنہما۔

یعنی جان لو کہ جمہور اہل سُنّت و جماعت اسی ترتیب پر ہیں جو ہم نے بیان کردی مگر امام مالک وغیرہ سے حضرت عثمان اور حضرت علی کے درمیان توقف اور خاموشی منقول ہے۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)

یہ ہے لفظ جمہور بولنے کی اصل وجہ اور اسی کے بارے میں دلائل کسی حد تک متعارض ہیں نہ کہ افضلیتِ شیخین پر جو کہ اجماعی اور قطعی ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

(۱) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ خود اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

فَهُوَ اَفْضَلُ الْاَوْلِيَاءِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَقَدْ حُكِيَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الرَّوَافِضِ هُنَالِكَ۔

یعنی صدیق اکبر اولین و آخرین تمام اولیا سے افضل ہیں، اور اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے، یہاں روافض کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)

(۲) دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ جَمِيْعَ الرَّوَافِضِ وَاَكْثَرَ الْمُعْتَزِلَةِ يُفَضِّلُوْنَ عَلِيًّا عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ۔

یعنی حضرت علی کو حضرت ابو بکر سے افضل سمجھنا تمام رافضیوں کا عقیدہ ہے اور اکثر معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)

(۳) اسی صفحے پر لکھتے ہیں:

مِنْ عَلَامَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنْ تُفَضِّلَ الشَّيْخَيْنِ وَتُحِبَّ الْخَتَنَيْنِ۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)

(۴) پھر لکھتے ہیں:

اِنَّ تَفْضِيْلَ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ قَطْعِيٌّ یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعی ہے۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۴)

(۵) پھر لکھتے ہیں: سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہا میں اسے ۸۰ کوڑے ماروں گا۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۰)

(۶) مزید وضاحت سنیے، فرماتے ہیں:

وَلَا يَخْفٰى اَنَّ تَقْدِيْمَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَلَى الشَّيْخَيْنِ مُخَالِفٌ لِمَذْهَبِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلٰى مَا عَلَيْهِ جَمِيْعُ السَّلَفِ، وَاِنَّمَا ذَهَبَ بَعْضُ الْخَلَفِ اِلٰى تَفْضِيْلِ عَلِيٍّ عَلٰى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ۔

یعنی یہ بات مخفی نہیں کہ حضرت علی کو شیخین پر مقدم سمجھنا مذہب اہل سُنّت کے خلاف ہے یہی جمیع اسلاف کا مذہب ہے، ہاں البتہ بعض خلف نے حضرت عثمان پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قول کیا ہے۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۴)

واضح ہوگیا کہ قطعیت، اجماع اور اہل سُنّت سے خروج والی باتوں کا تعلق شیخین سے ہے اور جمہور والی بات کا تعلق ختنین سے ہے۔

(۷) ابو منصور بغدادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: اس پر اہلِ سُنّت کا اجماع ہے کہ صحابہ میں افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی پھر باقی عشرہ مبشرہ، پھر اہلِ بدر، پھر باقی اہلِ احد، پھر باقی اہلِ بیعتِ رضوان، پھر باقی صحابہ۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ: شاید ابو منصور کی اجماع سے مراد اکثر اہلِ سُنّت ہیں، اس لیے کہ حضرت علی اور

عثمان کے درمیان افضلیت دینے میں بعض اہلِ سُنّت کا اختلاف ہے، اگر چہ جمہور اسی ترتیب پر ہیں جو ابو منصور نے بیان کی ہے۔

لِاَنَّ الْاِخْتِلَافَ وَاقِعٌ بَیْنَ عَلِیٍّ وَّعُثْمَانَ رضی اللہ عنہما عِنْدَ بَعْضِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَاِنْ کَانَ الْجُمْھُوْرُ عَلَی التَّرْتِیْبِ الْمَذْکُوْرِ۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۱۹)

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ملا علی قاری کے نزدیک افضلیتِ شیخین اجماعی ہے اور عثمان و علی میں ترتیب جمہوری ہے۔

امامِ اہلِ سُنّت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے افضلیتِ شیخین کو قطعی لکھا ہے، اس پر صحابہ کا اجماع لکھا ہے، اس کے منکر کو رافضی اور اہلِ سُنّت سے خارج لکھا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)

اس کے منکر کو خبیث لکھا ہے۔ (المعتمد المستند صفحہ ۱۹۷)

اس کے منکر کی نمازِ جنازہ سے منع کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۳)

افضلیتِ شیخین پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود لکھتے ہیں کہ افضلیتِ شیخین کے خلاف کوئی صحیح حدیث بھی آ جائے تو قطعاً واجب التاویل ہے۔

فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۲۳ ر صفحہ ۲۳۲ ر پر جو حدیث موجود ہے، اس بحث کو آخر تک پڑھنا چاہیے، آگے چل کر اعلیٰ حضرت نے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ ''تنبیہ نبیہ اور نتیجہ'' اس سرخی کے تحت نتیجہ نکالا ہے کہ اس طرح کی احادیث میں جزوی فضیلت مراد ہے اور اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ وغیرہ سے فضل کلی مراد ہے۔ اصل الفاظ اس طرح ہیں: مثل کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ سلب فضل کلی ہے نہ کہ سلب کلی فضل۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۴۸)

عقیدۂ گولڑویہ

رافضی لوگ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی استعمال کر کے غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں، لہٰذا ہم ان کا مکمل عقیدہ با حوالہ لکھ رہے ہیں:

(۱) سب تعریف خدا تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہدایت فرمائی۔ اور اگر وہ ہمیں ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بجز اللہ کے کوئی اَور عبادت کے لائق نہیں۔ وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور وہ اُن صفات سے جو قرآن مجید میں منصوص ہیں ویسا ہی موصوف ہے جس طرح اس نے ارادہ فرمایا اور گواہی دیتا ہوں کہ حضور پُر نور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندۂ خاص اور رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے لائے وہ حق ہے اور خلفاء اربعہ کی خلافت، ترتیب واقعی کے مطابق حق ہے۔ پس میرا اجمالی طور پر یہ عقیدہ ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۳)

(۲) بعد از پیغمبر کوئی شخص ابوبکر سے افضل نہیں کیوں کہ اس نے مقاتلہ مرتدین میں نبی کا سا کام کیا ہے۔ (تصفیہ ما بین سنی و شیعہ صفحہ ۱۹)

(۳) خلافت ان کی خلافتِ راشدہ خاصہ ٹھہری جس میں خلیفہ کا افضل ہونا ضروری سمجھا گیا ہے۔ (تصفیہ صفحہ ۲۳)

(۴) خلافت ظاہری اور باطنی کی تفریق ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نیابتِ نبوی کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا جوہرِ نفس، انبیا کے جوہرِ نفس کے قریب ہو۔ بس اسے صورتِ خلافت (یعنی ریاستِ عامہ) اور معنیِ خلافت (یعنی قربِ انبیا) دونوں کا جامع ہونا چاہیے جیسا کہ خلفاءِ اربعہ علیہم الرضوان تھے۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵)

(۵) البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں صورتِ خلافت یعنی ریاستِ عامہ اور اجتماع المسلمین بدرجۂ اتم موجود تھا۔ اور عہدِ مرتضوی میں اگر چہ معنیِ خلافت یعنی قربِ نبوی بدرجہ کمال تھا لیکن ریاستِ عامہ اور اجتماعِ مسلمین خلفاءِ ثلاثہ کے دور کی طرح نہ تھا۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵)

(٦) شیعہ سنی بھائی بھائی کہنے والوں کو لگام دیتے ہوئے لکھا ہے: شیخین کو برا کہنے والا جمہور المسلمین کے نزدیک کافر ہے اور قرآنِ کریم کا محرف اور منکر مسلمانی سے خارج ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے والا قرآن مجید کا منکر ہے، باقی امور کا بھی یہی جواب ہے، ایسے اشخاص سے برتاؤ کرنا اور اتحاد رکھنا قطعی ممنوع ہے۔ سابِ شیخین عند الجمہور کافر است الخ۔

(آفتاب ہدایت صفحہ ۲۷۵ محررہ عطا محمد خطیب جامع مسجد بہ حکم قبلہ عالم از گولڑہ شریف)

(۷) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لِكُلِّ نَبِيٍّ آلٌ وَعِدَّةٌ وَآلِيْ وَعِدَّتِي الْمُؤْمِنُ۔ ہر نبی کے لیے اتباع و جماعت ہیں اور میری تابعین اور جماعت وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھ کو صدقِ دل سے سچا نبی مانا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آلِ محمد سے مراد سب مومن ہیں۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۸)

(۸) بارہ اماموں کے بارے میں لکھتے ہیں: حاصل کلام یہ ہے کہ خلافت، ریاستِ عامہ اور مشابہتِ انبیا کا مجموعہ ہے۔ البتہ گاہے گاہے مجازاً ان دو امور میں سے ایک پر بھی اس کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں اِثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا اَوْ خَلِيْفَةً (بارہ امیر یا خلفا) سے مراد مطلق خلافت ہے، خواہ وہ دونوں معنی کا مجموعہ ہو یا اس میں سے ایک ہی رنگ پایا جائے، اور اَلْخِلَافَةُ مِنْ بَعْدِيْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً (میرے بعد تیس سال خلافت ہوگی) والی حدیث میں صرف خلافتِ خاصہ کاملہ مراد ہے۔ سنی و شیعہ دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ بارہ امامانِ اہلِ بیت میں خلافتِ خاصہ اور مشابہتِ انبیا والا معنی پایا جاتا ہے۔ اس لیے معنی خلافت کے پیشِ نظر ممکن ہے وہ اس حدیث کے مصداق ہوں لیکن ریاستِ عامہ کا فقدان اور اَلْاَئِمَّةُ كُلُّهُمْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ کے بجائے كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ کے الفاظ کا فرمانا اس احتمال کا مؤید نہیں (یعنی اگر حدیث میں بارہ امامین اصطلاحی طور پر مراد ہوتے تو ایک تو ریاستِ عامہ کا ذکر ہوتا۔ دوسرے الفاظ كُلُّهُمْ مِنَ الْقُرَيْشِ کی تعمیم نہ ہوتی بلکہ كُلُّهُمْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ کی تخصیص ہوتی۔ مترجم) اسی طرح آیت استخلاف (وَعَدَ اللّٰهُ الخ) بھی پہلے احتمال (یعنی خلفاء اربعہ و ما بعدھم) کی مؤید ہے گو محدود۔ چنانچہ تمکین اور حصولِ امن حضرت عثمان کے عہد تک ہی مسلم ہے۔ باقی رہی بارہ ناموں کی تعیین تو خلفاء اربعہ کے بعد اس کی تصریح نہیں ملتی۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ قیامت سے قبل بارہ کا عدد پورا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۶)

(۹) زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ خورد زین دختران آنحضرت ﷺ بود و این پسران مردند پیش از اسلام در طفولیت و دختران وقتِ اسلام دریافتند و مسلمان شدند و این جماعت ہمہ از بطنِ خدیجہ بودند۔

یعنی حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ۔ سیدہ فاطمہ آنحضرت ﷺ کی ان بیٹیوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ بیٹے بچپن میں ہی اسلام سے پہلے وصال فرما گئے اور بیٹیوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں۔ اور یہ ساری جماعت حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ (تحقیق الحق فی کلمۃ الحق صفحہ ۷۱، ۷۲)

(۱۰) اسامی اعمام و عمات آنحضرت ﷺ حارث و قثم و زبیر و حمزہ و عباس و ابوطالب و عبد الکعبہ و جمل و ضرار و غیداق و ابولہب و صفیہ و عاتکہ و اروی و ام حکیم و برہ و امیمہ از زین جماعت ایمان آوردند سہ کس حمزہ و عباس و صفیہ۔

یعنی آنحضرت ﷺ کے چچوں اور پھوپھیوں کے نام یہ ہیں: حارث و قثم و زبیر و حمزہ و عباس و ابوطالب و عبد الکعبہ و جمل و ضرار و غیداق و ابولہب و صفیہ و عاتکہ و اروی و ام حکیم و برہ و امیمہ۔ ان میں سے تین ایمان لائے حمزہ و عباس و صفیہ۔ (تحقیق الحق فی کلمۃ الحق صفحہ ۷۲)

(۱۱) سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہزادی سیدہ اُم کلثوم حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں ام کلثوم را بنکاح آورد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ۔ (تحقیق الحق صفحہ ۷۲)

(۱۲) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں حضرت امیر معاویہ کو جہنمی نہیں لکھا بلکہ ان کا ذکرِ خیر حضرت معاویہ، جنابِ معاویہ اور امیر معاویہ کے الفاظ سے کرتے ہیں۔ اور دیگر صحابہ و اہلِ بیت کے ناموں پر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں بالکل اسی طرح حضرت معاویہ کے اسمِ گرامی کے ساتھ بھی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔

کیا پوری اُمت ناصبی ہے؟

غایۃ التبجیل میں صفحہ ۲۱۷ تا ۲۴۸ پر ایک مکمل فصل ''النظر فی اقوال غیر محررۃ'' کے نام سے موجود ہے۔ مصنف نے اس فصل میں صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۲ پر امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدۂ افضلیت کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۶ پر علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدہ کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۲۶ تا ۲۳۳ پر امام خلال کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدہ کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۵ پر امام دارقطنی کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدہ کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۳۵ تا ۲۴۳ پر ابنِ تیمیہ کا عنوان قائم کر کے ان کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۶ پر علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا عنوان قائم کر کے ان کے عقیدہ کی تردید کی ہے۔ صفحہ ۲۴۸ پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ میں نے ان کی دو کتابوں ازالۃ الخفاء اور قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں واضح ناصبیت دیکھی ہے۔ وَقَدْ رَاَیْتُ نَصْباً صَرِیْحاً. (غایۃ التبجیل صفحہ ۲۴۸)

واضح ہو گیا کہ تفضیلیوں کو اہلِ سُنّت کے جلیل القدر ائمہ اور مجددین سے اختلاف ہے، نہ صرف اختلاف ہے یہ ان کے نزدیک ناصبی ہیں۔ البتہ پاکستان کے تفضیلی قدرے محتاط ہیں لیکن کبھی کبھی کہہ دیتے ہیں کہ: ''بات اوپر تک جانی چاہیے''۔

حدیث شریف میں روافض کی یہ علامت مذکور ہے کہ: علی کی محبت کا دعویٰ رکھنے والے لوگ جنہیں رافضی کہا جائے گا وہ اگلے بزرگوں پر طعن کریں گے مُحِبُّكَ اَقْوَامٌ یَرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ ... وَیَطْعَنُوْنَ عَلَی السَّلَفِ الْاَوَّلِ. (طبرانی اوسط: ۶۶۰۵، مجمع الزوائد: ۱۶۴۳۱)

روافض کی علامت یہ ہے کہ اہلِ سُنّت کو ناصبی کہتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۶)

تیسرا باب:

غلط فہمیوں کا ازالہ

پہلی غلط فہمی: قبر میں اور قیامت کے دن مسئلۂ افضلیت کے بارے میں سوال نہیں ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں اور اس کا عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۴۳،۴۵)

جواب: قبر میں تو صرف تین سوال ہوں گے، پھر کیا باقی ہر بات میں چھٹی؟ آپ بتائیے کیا آپ نے قیامت کے دن پوچھے جانے والے تمام سوالات کی مکمل اور حتمی فہرست حاصل کر لی ہے؟ نیز بتائیے کیا قیامت کے دن یہ سوال ہوگا کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیا سے افضل ہیں کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے نزولِ مسیح کو تسلیم کیا کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے امام مہدی کو مانا کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے عذابِ قبر پر ایمان رکھا کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے سماعِ موتی کا عقیدہ رکھا کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے معراج جسمانی کو تسلیم کیا ہے کہ نہیں؟ کیا یہ سوال ہوگا کہ تم نے شبِ معراج رؤیتِ باری تعالیٰ کا عقیدہ رکھا ہے کہ نہیں؟ حالاں کہ ان میں سے اکثر مسائل اجماعی اور متواتر ہیں جب کہ بعض جمہوری ہیں اور عقائد کی کتابوں میں درج ہیں۔

دوسری جہت سے دیکھیے ہمارے نزدیک افضلیتِ شیخین کا مسئلہ قطعی ہے اور اگر بالفرض ظنی بھی ہو تو اس پر کتب لکھنے کا ہمیں حق حاصل ہے، اس لیے کہ افضلیتِ شیخین کا انکار اہلِ سُنّت سے خروج کو مستلزم ہے اور یہ مسئلہ عقائد کی ہر کتاب میں بلا تفریق موجود ہے اور دُنیا بھر کے علما اسے لکھتے چلے آئے ہیں، بلکہ بے شمار مستقل کتب اس پر لکھی جا چکی ہیں۔ اوّل تو آپ نے جھوٹ بولا ہے کہ اس مسئلے کا عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔ ثانیاً آپ بتائیے جب آپ کے نزدیک یہ مسئلہ کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں تو آپ کو اس موضوع پر قلم اُٹھانے کا کیا حق ہے؟

اگر یہ مسئلہ اہم نہیں تھا تو حدیث میں لَا لَا لَا یَاْبَی اللهُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ فرمانے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر یہ مسئلہ اہم نہیں تھا تو تمام صحابہ کو متفق ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر یہ مسئلہ اہم نہیں تھا تو اس کے منکر کو اسی کوڑے مارنے کی مولا علی کو کیا ضرورت تھی؟ اگر یہ مسئلہ اہم نہیں تھا تو علما کو کیا ضرورت تھی کہ اس کے منکر کو منافق، خبیث، رافضی، بدعتی، نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ کا مصداق ٹھہراتے؟ بتائیے کیا قیامت کے دن رافضی، بدعتی اور منافق کو کچھ نہ کہا جائے گا؟ اور نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ کیا بتا رہی ہے؟ جو شخص جہنم میں گرا دیا جائے اسے کچھ نہیں کہا گیا ہوتا؟

حدیث شریف میں ہے کہ عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو، جس نے بڑے گروہ کو چھوڑا اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ فرمایئے ایک قاعدہ فراہم ہو گیا کہ نہیں؟ ہر وہ عقیدہ جو اجماعی تو کجا محض سوادِ اعظم کا عقیدہ ہو اس کو چھوڑنے پر جہنم کی وعید ہے۔ اب ہر مسئلے پر الگ الگ سوال ہونے کی تصریح ہو یا نہ ہو، بہر حال ماننا پڑتا ہے کہ یقیناً سوال ہوگا جس کے جواب میں اسے جہنم ملے گی۔

تبرا باز غالی رافضیوں کے پاس اپنے غلو کی بنیاد یہی مسئلۂ افضلیت ہے۔ ترتیب اس طرح ہے کہ جب مولا علی افضل تھے تو پھر خلفاءِ ثلاثہ خلافت کے حق دار نہ ہوئے اور جب حق دار نہ تھے تو غاصب ہوئے اور جب غاصب ہوئے تو عدول نہ ہوئے اور جب عدول نہ ہوئے تو ان کا دیا ہوا قرآن، حدیث، ہدایت، سب غیر معتبر اور جو بے دینی پھیلائے اس پر تبرا جائز ہے۔ یہ ساری تفصیل علامہ پر ہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ (نبراس صفحہ ۳۰۲)

اب خود سمجھ لیجیے کہ تفضیلی عقیدہ کے نتائج کیا ہیں اور ان سے متعلق قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ نہیں؟

دوسری غلط فہمی: افضلیت کے موضوع پر دلائل متعارض ہیں۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۴۶)

جواب: شیخین کی افضلیت کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ اختلاف اگر ہے تو ختنین شریفین کے مابین تفاضل پر ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا اخْتَلَفَ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِيْنَ فِيْ تَفْضِيْلِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ تَقْدِيْمِهِمَا عَلٰى جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ. وَاِنَّمَا اخْتَلَفَ مَنِ اخْتَلَفَ مِنْهُمْ فِيْ عَلِيٍّ وَّ عُثْمَانَ.

یعنی صحابہ اور تابعین میں سے کسی ایک فرد نے بھی ابوبکر وعمر کی افضلیت اوران کی تقدیم کا انکار نہیں کیا۔ اگر اختلاف ہے تو صرف اور صرف حضرت علی اور عثمان کے بارے میں ہے اگر اختلاف ہے تو علی اور عثمان کے درمیان ہے۔ (الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۳۶۹)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات لفظ بلفظ فارسی میں لکھی ہے:

ابوثور از شافعی روایت می کند کہ یکے از صحابہ و تابعین در تفضیل ابوبکر و عمر و تقدیم ایشاں اختلاف نکرد اختلاف اگر ہست در عثمان و علی است۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ افضلیتِ شیخین پر اجماع ہے، لہٰذا اب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اشعار کو مروڑ توڑ کر انہیں اپنی مرضی کا مفہوم پہنانا اور اپنے پاس سے ان کی ایسی تشریح کرنا جسے امام شافعی خود ہی قبول نہ فرمائیں، امام شافعی پر ظلم ہے۔ امام شافعی کو اس موضوع پر دلائل متعارض نظر نہیں آرہے، بتایئے آپ کو کیوں متعارض نظر آرہے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفضیلیوں کا یہی سوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ تعارض اس وقت ہوتا ہے کہ ایک لفظ دو آدمی کے حق میں صحیح طور پر ثابت ہوں الخ۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۷۴)

صاحبِ غایۃ التبجیل نے خود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو قولِ اول کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور اعتراف کیا ہے کہ: **هُوَ قَوْلٌ مَعْرُوْفٌ وَمَشْهُوْرٌ وَمُنْتَشِرٌ فِي الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم وَاِلَيْهِ ذَهَبَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْخَوَارِجُ وَبَعْضُ الْمُعْتَزِلَةِ**

یعنی سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قول معروف اور مشہور ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں پھیلا ہوا ہے اور اسی کو اہل سنّت نے اختیار کر رکھا ہے اور خوارج اور بعض معتزلہ نے بھی۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۸۹)

تیسری غلط فہمی: کسی شخص نے کہا کہ ابوبکر وعمر میں سے عمر افضل ہیں، دوسرے نے کہا ابوبکر افضل ہیں، یہ بات حضرت عمر تک پہنچی تو انہوں نے اس آدمی کو سزا دی، اور فرمایا: ابوبکر افضل ہیں، جس نے انکار کیا وہ مفتری کی حد کا حق دار ہے۔ (احمد فی الفضائل ۱۸۹، ۳۹۶)

ابونعیم نے الامامہ ۷۵ میں بیان کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے عمر بن خطاب سے کہا کہ ہم نے آپ سے بڑھ کر انصاف میں افضل نہیں دیکھا، نہ ہی حق زیادہ کہنے والا، نہ ہی منافقوں پر سخت، اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہو۔ اس پر حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ جھوٹ بولتے ہو اللہ کی قسم ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عمر سے افضل شخص دیکھا ہے، اتنے میں حضرت عمر آگئے اور پوچھا اے عوف! تم کس کی بات کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی، فرمایا: لوگو! عوف نے سچ کہا اور تم جھوٹ بول رہے ہو، اللہ کی قسم ابوبکر کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاک تھے۔ ان روایات کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عمر کو افضل کہنے والوں کا وجود صحابہ میں دکھاؤں۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۹۰، ۹۱)

جواب: کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟ عجیب دھاندلی ہے کہ خود ہی ایک قول کو مردود تسلیم کر لینے کے باوجود نہایت سینہ زوری کے ساتھ اس پر اعتماد کیا جا رہا ہے۔ اگر ان روایتوں میں افضلیتِ عمر کے قائلین کا وجود نظر آ رہا ہے تو ان پر برستے ہوئے کوڑے نظر کیوں نہیں آ رہے اور جلیل القدر صحابہ کی قسمیں سنائی کیوں نہیں دے رہیں؟ اور کوڑوں کی سزا کھانے اور فاروقِ اعظم کی طرف سے قسم کھا کر تصحیح ہو جانے کے بعد ان لوگوں نے توبہ کر لی ہو گی کہ نہیں؟ اس واقعہ کے بعد بھی ان لوگوں کا اپنے سابقہ خیال پر قائم رہنا بعید ہے کہ نہیں؟ خدا کے بندو! تردید کو چھوڑ کر مردود کو لے لینا نہ صرف ناانصافی ہے بلکہ اعلیٰ درجے کی خیانت ہے۔ آپ جیسی حرکت قادیانی بھی کرتے ہیں۔ جہاں کہیں حیاتِ مسیح کے انکار کی تردید دیکھتے ہیں وہاں سے منکرین کا وجود ثابت کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ خصوصاً معتزلہ اور خوارج و روافض کے مخالفانہ اقوال کثرت سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

چوتھی غلط فہمی: بخاری حدیث نمبر ۳۶۸۷: حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حِيْنِ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

فتح الباری ۷/۴۹ پر ابن حجر نے اس حدیث میں تاویل کرنے لگ گیا ہے لیکن وہ تاویل اس حدیث کے ظاہر کے خلاف ہے۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۹۰)

جواب: اس حدیث میں أَجَدّ اور أَجْوَدُ کے الفاظ ہیں نہ کہ افضل وخیر۔ اجد کا معنی محنتی اور اجود کا معنی سخی۔ اس کا مطلق افضلیت سے کیا تعلق؟ مصنف پر یہ جملہ صادق آتا ہے کہ نہیں "اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی"۔ بخدا ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کی وضاحتوں پر قیمتی وقت ضائع کرنا پڑ رہا ہے۔ اس حدیث میں صرف محنتی اور سخی ہونے کی بات ہو رہی ہے، مگر علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس جزوی بات میں سے بھی صدیق اکبر کا استثنا لکھا ہے:

هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى وَقْتٍ مَخْصُوْصٍ فَهُوَ مُدَّةُ خِلَافَتِهٖ لِيَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ مِنْ ذَالِكَ. (فتح الباری: ۷/۴۹)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فِيْ هٰذِهِ الْخِصَالِ.

یعنی محنتی اور سخی ہونے کی صفات کی بات ہو رہی ہے۔ (عمدۃ القاری: ۲۴/۲۹۴)

پھر لکھتے ہیں: حَاصِلُهٗ أَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَجَدَّ مِنْهُ وَلَا أَجْوَدَ فِيْ مُدَّةِ خِلَافَتِهٖ۔ (ایضا)

پانچویں غلط فہمی: ترمذی شریف میں ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۹۲، ۹۳)

جواب: یہاں بھی آپ نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تمام احادیث کو سامنے نہیں رکھا اور اس حدیث کا صحیح محمل نہیں سمجھا۔ پوری صورتِ حال ملاحظہ کیجیے!

یہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر اس اُمت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

(ابو داؤد ۴۶۵۲، مستدرک حاکم ۴۵۰۰)

یہی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے آواز دی جائے گی۔

(بخاری: ۱۸۹۷، مسلم: ۱۰۲۷)

یہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ہر کسی کے احسانوں کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابو بکر کے۔ اس کے مجھ پر ایسے احسان ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا۔ مجھے ابو بکر کے مال نے اتنا فائدہ دیا ہے کہ کسی دوسرے کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل یعنی تنہائی کا دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ خبردار تمہارا اصحاب اللہ کا خلیل ہے۔

(ترمذی: ۳۶۶۱، ابن ماجہ: ۹۴)

اب آپ کی پیش کردہ حدیث کا صحیح محمل اور مطلب بھی سمجھ لیجیے۔ یہی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ مسکین کو کھلانے پلانے کے معاملے میں تمام لوگوں سے افضل تھے كَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا وَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيْ بَيْتِهٖ الخ. (بخاری: ۳۷۰۸)

آپ کی پیش کردہ ترمذی کی حدیث کی وضاحت بخاری کی اس حدیث نے کر دی کہ اس افضلیت سے مراد مسکین پروری میں جزوی افضلیت ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی اسی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ: اخیر سے مراد افضل ہے اور ترمذی کی حدیث کا اطلاق، بخاری کی حدیث کے ساتھ مقید ہے۔ (فتح الباری ۷/۷۶)

اسی سخاوت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو ابو المساکین کا لقب دیا تھا۔

(ترمذی:۳۷۶۶، فتح الباری ۷/۷۶)

چھٹی غلط فہمی: ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے افضل کوئی نہیں دیکھا، سوائے ان کے والد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ (طبرانی اوسط)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے ٹکڑے یعنی سیّدہ زہرا پر کسی کو افضلیت نہیں دیتا۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۹۵ تا ۱۰۰)

جواب: ام المومنین رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند اُترے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ تمہارے گھر میں تین افراد دفن ہوں گے جو روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا تو سیّدنا صدیق اکبر نے فرمایا یہ تیرے تین چاندوں میں سے ایک ہے اور یہ ان سب سے افضل ہے۔

(مستدرک حاکم: ۴۴۵۶، ۴۴۵۵، موطا امام مالک: ۱۶۲)

حاکم نے حدیث نمبر ۴۴۵۵ کو صحیح قرار دیا اور ذہبی نے اس کی تصدیق کر دی۔ اس کے علاوہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے یہ حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔

کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا نماز پڑھائے۔ (ترمذی: ۳۶۷۳)

اللہ اور اس کے فرشتے ابوبکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔ (مسلم: ۶۱۸۱)

جو حدیث آپ نے پیش کی ہے اس سے مراد شہزادی پاک کی جزوی فضیلت ہے یا پھر خواتین میں افضلیت مراد ہے۔ محقق وہ نہیں ہوتا جو احادیث میں تعارض ثابت کرتا پھرے۔ تحقیق یہ ہے کہ تطبیق پیدا کر دی جائے۔

آپ نے امام مالک کے تمام بیانات کو بھی سامنے نہیں رکھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مؤطا صفحہ ۱۶۷ پر وہی تین چاندوں والی حدیث لکھ رہے ہیں۔ آپ ہی کی مؤطا بروایت محمد بن حسن شیبانی میں ہے کہ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ آگے بخاری والی پوری حدیث ہے کہ كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا...إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ...وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا...وَلَا يَبْقَيَنَّ خَوْخَةٌ ۔ مؤطا امام مالک روایت محمد بن حسن شیبانی جسے مؤطا امام محمد بھی کہتے ہیں۔ (صفحہ ۳۹۵)

اپنے انہی دلائل کی روشنی میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اُمت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر اور اس میں شک ہی کیا ہے۔ أَوَفِي ذَالِكَ شَكٌّ.

(صواعق محرقہ صفحہ ۵۷، مرام الکلام صفحہ ۴۶، فتح المغیث ۳/۱۲۹ وغیرہ)

ہاں! البتہ امام مالک ختنین کے درمیان سکوت کے قائل رہے اور اتنی سی بات سے بھی توبہ کر لی۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۵۷، تدریب الراوی ۲/۱۹۷، الاستیعاب صفحہ ۵۳۸ وغیرہ)

اس کے علاوہ افضلیتِ شیخین پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۵۷)

فرمایئے امام مالک ائمہ اربعہ میں شامل ہیں کہ نہیں؟

اب آپ نے امام مالک کا جو قول پیش کیا ہے اس کا صحیح مفہوم سمجھنا آسان ہو گیا کہ اس سے مراد جگر گوشہ رسول ہونے کی جزوی فضیلت ہے، جیسا کہ امام مالک کے اپنے الفاظ بِضْعَةٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ سے یہی ظاہر ہو رہا ہے۔

ایک مرتبہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک علوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ علوی نے کہا: پھر کون ہے؟ فرمایا: عمر۔ علوی نے کہا: پھر کون ہے؟ فرمایا: ظلماً قتل ہونے والا خلیفہ عثمان۔ علوی نے کہا: وَاللهِ لَا أُجَالِسُكَ أَبَدًا یعنی اللہ کی قسم میں آپ کے پاس کبھی نہیں بیٹھوں گا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فَالْخِيَارُ لَكَ یعنی تمہاری مرضی ہے،

(اعتقاد الائمۃ الاربعہ صفحہ ۱۲)

غور فرمائیے کہ امام مالک نے منکرِ ابنِ افضلیتِ شیخین سے قطع تعلق کیا ہے خواہ وہ علوی ہوں۔

ساتویں غلط فہمی: علامہ ابن عبدالبر الاستذکار میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَفْضَلَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ. (غایۃ التبجیل صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶)

جواب: ابنِ عمر فرمارہے ہیں کہ كُنَّا نَتَحَدَّثُ وَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَيٌّ یعنی ہم ابوبکر و عمر و عثمان کو اس وقت افضل کہتے تھے جب رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

دوسری طرف ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَيٌّ کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے یہ بات اس وقت فرمائی ہے جب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تھی۔ صحیح حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اسی ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَفْضَلَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّ ذَالِكَ قَالَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بَعْدَ قَتْلِ عُمَرَ وَ قَدْ حَمَلَ اَحْمَدُ حَدِيْثَ ابْنِ عُمَرَ عَلٰى مَا يَتَعَلَّقُ بِالتَّرْتِيْبِ فِي التَّفْضِيْلِ وَ احْتَجَّ فِي التَّرْبِيْعِ بِعَلِيٍّ بِحَدِيْثِ سَفِيْنَةَ.

یعنی حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے افضل علی بن ابی طالب ہیں، یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ ابنِ مسعود نے یہ بات عمر فاروق کی شہادت کے بعد فرمائی ہے۔ اور امام احمد بن حنبل نے حدیثِ ابنِ عمر کو فضیلت میں ترتیب پر محمول کیا ہے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے چوتھے نمبر پر حدیثِ سفینہ سے استدلال کیا ہے۔ (فتح الباری ۷ / ۵۸)

علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے مگر غایۃ التبجیل کے مصنف علامہ ابن حجر اور محب طبری کی تردید کی جسارت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابنِ حجر اور محب طبری کی یہ تطبیق ظاہر کے خلاف ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اگلے بزرگوں کو چیلنج کرنا آسان نہیں اور علما تطبیق اور تعارض میں فرق کرنا اچھی طرح جانتے ہیں۔ الحمد للہ ہمارے ساتھ علامہ ابن حجر اور محب طبری جیسی شخصیات ہیں۔

آٹھویں غلط فہمی: علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ: حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، خباب، جابر، ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت علی اپنے علاوہ سب سے افضل ہیں اور آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ (الاستیعاب)

اگر افضلیتِ شیخین کا منکر اہل سنّت سے خارج ہے تو پھر یہ تمام صحابہ اہل سنّت سے خارج ہو جائیں گے معاذ اللہ۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۱۴۵)

جواب: ابن عبدالبر کی اس روایت کا تمام علما نے انکار کر دیا ہے اور اس کے لیے عجیب و غریب الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے!

فَهُوَ شَيْءٌ غَرِيْبٌ. یہ روایت عجیب شے ہے، اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)

مقبول و معتبر نیست الخ

یہ روایت مقبول اور معتبر نہیں۔ جمہور ائمہ نے اس بارے میں اجماع نقل کیا ہے اور یہ روایت اجماع کے خلاف ہے۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۵۷ مصنف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

یہ ابن عبدالبر کا تنہا کارنامہ ہے۔ (مرام الکلام صفحہ ۴۶ علامہ پرہاروی)

ابن عبدالبر کی یہ حکایت غریبہ روایۃً معلول اور درایۃً غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظ حرمتِ صحابہ سے عدول اور برتقدیر ثبوت ظن غالب ملتحق بسر حد یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضل جزئی پر محمول۔ (مطلع القمرین اعلیٰ حضرت بریلوی صفحہ ۸۰)

وَهَمَ فِيْ ذٰلِكَ اَبُوْ عُمَرَ غَلَطًا ظَاهِرًا۔

یعنی ابن عبد البر نے یہ روایت لکھ کر سخت غلطی کی ہے۔ (الریاض النضرہ ۲/ ۱۸۰)

ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب کو بھی علما نے صحابہ کے معاملات میں غیر معتبر قرار دیا ہے۔

لَوْلَا مَا شَانَهُ بِذِكْرِ مَا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ الخ۔ (تقریب النواوی ۲/ ۱۸۴)

وَالْغَالِبُ عَلَيْهِمُ الْاِكْثَارُ وَالتَّخْلِيطُ فِيْمَا يَرْوُوْنَهُ (تدریب الراوی ۲/ ۱۸۵)

اسی کتاب میں ابن عبد البر کی ایک اور غلطی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے پکڑی ہے۔ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ سیّدنا ابوطفیل مولا علی کو شیخین سے افضل مانتے تھے۔ (الاستیعاب)

لیکن ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تردید کر دی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ مولا علی کو صرف سیّدنا عثمان غنی سے افضل سمجھتے تھے۔ رضی اللہ عنہما۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۴)

ابن عبد البر کو علما نے متشیع بھی لکھا ہے۔ (آل رسول اللہ اولیاء صفحہ ۱۳۵)

یہ بھی واضح رہے کہ جن صحابہ کے نام ابن عبد البر نے لکھے ہیں ان میں سے سیّدنا جابر اور اس حدیث کے بھی راوی ہیں کہ ابوبکر وعمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں اور اس حدیث کے بھی راوی ہیں کہ ابوبکر سے افضل شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ (طبرانی)

اور ان میں سے سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا۔ (بخاری)

اور انہوں نے یہ حدیث بھی روایت کی ہے کہ ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (ابن ماجہ)

یہ بھی روایت کی ہے کہ زمین میں میرے وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔ (ترمذی)

اسی کتاب الاستیعاب میں بھی یہی روایت موجود ہے کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اسی کوڑے ماروں گا۔ (الاستیعاب صفحہ ۴۳۴)

اب آپ ہی فرمائیے کہ چودہ سو سال کے ان گنت علما جو افضلیت شیخین کے منکرین کو رافضی خبیث منافق جہنمی وغیرہ کہہ رہے ہیں، کیا ان سب علما نے یہ الفاظ صحابہ کو بولے ہیں؟ اگر انہوں نے یہ سب کچھ صحابہ کو کہا ہے تو ان علما کے ایمان کا کیا بنے گا؟ ایسی صورتِ حال میں یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ افضلیت شیخین کے خلاف تمام اقوال موضوع ہیں یا ماوّل ہیں۔

نویں غلط فہمی: ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارے تھے۔ (الاصابہ جلد ا صفحہ ۶۲۳)

جواب: یہ قول ابن حجر عسقلانی کا نہیں بلکہ سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا ہے، اور آپ نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب شیخین کی وفات ہو چکی تھی اور آپ کا اپنا دورِ خلافت بھی اختتام پر تھا۔ پوری بات اس طرح ہے کہ: کسی نے کہا کہ زبیر بن عوام کو اپنا خلیفہ بنا دیجیے تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ: یہ ان لوگوں میں سب سے افضل ہے۔ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ لَمَّا قِيْلَ لَهُ اِسْتَخْلِفِ الزُّبَيْرَ: اَمَا اِنَّهُ لَاَخْيَرُهُمْ وَ اَحَبُّهُمْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (الاصابہ جلد ا صفحہ ۶۲۳)

یہ حدیث بخاری شریف میں سند کے ساتھ موجود ہے۔ (بخاری حدیث نمبر ۳۷۱۷، ۳۷۱۸)

دسویں غلط فہمی: مختلف لوگوں نے مختلف صحابہ کو افضل مانا ہے۔ کوئی حضرت عمر فاروق کو سب سے افضل کہتا ہے، کوئی سیّدنا علی المرتضیٰ کو افضل کہتا ہے اور کوئی سیّدنا عباس بن عبد المطلب کو افضل کہتا ہے۔ اہل سنّت کو کیا ہو گیا ہے کہ صرف سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا نام آتے ہی سیخ پا ہو جاتے ہیں اور حشر برپا کر دیتے ہیں۔ دوسرے صحابہ کو افضل کہنے والوں پر کیوں نہیں برستے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سنیوں کے دل میں بغضِ علی ہے۔

جواب: علما نے یہاں تک تصریح فرمائی ہے کہ افضلیت شیخین کے منکر فرقوں میں سے جس نے حضرت عمر بن خطاب کو افضل کہا وہ سنی نہیں

بلکہ اس فرقے کا نام خطابیہ ہے، جس فرقے نے سیّدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کو افضل کہا وہ شیعہ ہے، جس فرقے نے حضرت عباس بن عبد المطلب کو افضل کہا اس کا نام راوندیہ ہے۔ (تدریب الراوی ۲/۱۹۶، فتح المغیث ۳/۱۳۹)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اَلْخَطَّابِيَّةُ وَهُمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الرَّافِضَةِ.

یعنی عمر بن خطاب کو افضل ماننے والے خطابی لوگ رافضیوں کا ایک ٹولہ ہیں۔

(شرح النووی علیٰ مسلم ۱/۳۴۰ زیر حدیث ۲۴۴۹)

حتیٰ کہ امام سخاوی لکھتے ہیں کہ میرے شیخ نے فرمایا کہ جس نے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل کہا وہ اہل سنت میں سے نہیں ہے بلکہ وہ تو اہل ایمان میں سے نہیں ہے۔ (فتح المغیث ۳/۱۳۹)

تدریب الراوی، شرح نووی اور فتح المغیث کی عبارتوں سے یہ تصور غلط ثابت ہو گیا کہ اہل سنت صرف سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا ذکر آتے ہی سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ یہاں تو خطابیہ کو رافضی اور افضلیتِ عباس کے قائلین کو ایمان سے خارج کہہ دیا گیا ہے۔ امام نووی کی زبانی دوسرے مقام پر مکمل تفصیل سن لیجیے: قَالَ الْخَطَّابِيَّةُ أَفْضَلُهُمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ. وَقَالَ الرَّاوَنْدِيَّةُ أَفْضَلُهُمُ الْعَبَّاسُ وَقَالَتِ الشِّيْعَةُ عَلِيٌّ. وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ أَفْضَلَهُمْ أَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ جُمْهُوْرُهُمْ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ الخ

یعنی خطابی فرقہ کہتا ہے کہ عمر بن خطاب افضل ہیں، راوندی فرقہ کہتا ہے کہ عباس افضل ہیں، شیعہ فرقہ کہتا ہے کہ علی افضل ہیں، جب کہ اہلِ سنت کا اتفاق ہے کہ ابوبکر افضل ہیں اور ان کے بعد عمر، اور جمہور کہتے ہیں کہ ان کے بعد عثمان اور ان کے بعد علی۔ (شرح نووی علیٰ مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)

ثانیاً سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کو افضل ماننے والا کوئی فرقہ اس وقت موجود نہیں جس کا تعاقب نسبتاً زیادہ ضروری ہو۔ ثالثاً سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے کا عقیدہ رافضیت کا مضبوط بنیادی عقیدہ ہے لہٰذا اس کا نوٹس لینا نسبتاً زیادہ ضروری ہے۔ رابعاً اگر اب بھی سمجھ نہ آئے تو سیّدنا علی کریم رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیجیے کہ انہوں نے دوسرے صحابہ کو افضل کہنے والے پر حد کیوں نہ لگائی اور خود کو افضل کہنے والوں کو اَسی (۸۰) کوڑے مارنے کا اعلان کیوں فرمایا۔ مَنْ فَضَّلَنِي کی بجائے مَنْ فَضَّلَ رَجُلاً کیوں نہ فرمایا؟ اس کا جواب ان شاء اللہ قیامت تک نہیں دے سکو گے۔

گیارہویں غلط فہمی: امام زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۲۰۳)

جواب: (۱) خود سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے افضلیتِ شیخین کے منکر کو اسی کوڑے مارنے کا اعلان فرمایا۔ اب فرمائیے سیّدنا علی کریم رضی اللہ عنہ جس بات پر اسی (۸۰) کوڑے ماریں، امام زید اسی بات کا ارتکاب کریں تو بتائیے ہم کس کی بات مانیں؟

اس کے بعد سیّدنا امام زین العابدین کا فرمان عالی شان پڑھیے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَا كَانَ مَنْزِلَةُ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنْزِلَتُهُمَا السَّاعَةَ وَهُمَا ضَجِيْعَاهُ.

حضرت ابو حازم تابعی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا ابوبکر اور عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا قریب تھے؟ آپ نے فرمایا: جتنا آج قریب ہیں، اور آپ کے پاس لیٹے ہوئے ہیں۔ (مسند احمد: ۱۶۷۱۴، الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۳۶۲، مجمع الزوائد: ۱۴۳۶۴)

امام زید کے سگے بھتیجے سیّدنا امام جعفر صادق جو امام ابو حنیفہ کے استاد بھی ہیں، حدیث روایت فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے والد امام باقر سے سنا، انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے سنا، انہوں نے امام حسین سے سنا، وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد علی بن ابی

طالب سے سنا، وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ: نبیوں اور رسولوں کے بعد ابو بکر سے افضل شخص پر سورج نہ طلوع ہوا نہ غروب ہوا۔ پھر امام جعفر صادق نے فرمایا: اللہ مجھے اپنے جدِ امجد کی شفاعت نصیب نہ کرے اگر میں نے اس روایت میں جھوٹ بولا ہو، حالاں کہ میں تو قیامت کے دن ابو بکر کی شفاعت کی اُمید رکھتا ہوں۔ (الریاض النضرۃ ۱/۱۳۶) وَسَنَدُهٗ سِلْسِلَةُ الذَّهَبِ

اس حدیث کے متن پر غور کیجیے اس میں کس قدر کھڑاک موجود ہے۔ اور پھر اس کی سند پر غور کیجیے، سند میں تمام ساداتِ کرام علیٰ جدھم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں اور ایسی سند کو سلسلۃ الذھب کہا جاتا ہے یعنی سونے کی لڑی، یہ ہے امام زید کے آباؤ اجداد اور ان کے بھائی بھتیجوں کا عقیدہ۔ علیہم الرضوان۔

(۲) اب ذرا امام زید کے نظریات ملاحظہ کیجیے لکھا ہے: امام زید نے معتزلہ کے رئیس واصل بن عطا کی شاگردی اختیار کی۔ حالاں کہ واصل کا عقیدہ یہ تھا کہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں اپنے حق پر ہونے کا یقین نہیں تھا اور دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک غلطی پر تھا۔ نہ کہ کوئی خاص بعینہٖ۔ امام زید نے اس شخص سے اعتزال حاصل کیا اور ان کے تمام ساتھی معتزلہ ہو گئے وَصَارَتْ أَصْحَابُهٗ كُلُّهُمْ مُعْتَزِلَةً۔ (الملل والنحل للشہرستانی ۱/۱۵۵)

اس کے بعد اسی کتاب میں لکھا ہے کہ: امام زید اور ان کے بھائی امام باقر کے درمیان مناظرے جاری رہے، شیعہ سنی کے موضوع پر نہیں بلکہ اس موضوع پر کہ امام زید واصل بن عطا معتزلی کی شاگردی اختیار کر چکے تھے اور اس سے وہ علم حاصل کرتے تھے جو ان کے جدِ امجد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی ناکثین، قاسطین اور مارقین کے خلاف جنگ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خطا ثابت کرتا تھا اور تقدیر کے موضوع پر ایسے نظریات رکھتے تھے جو اہل بیت کے عقیدہ کے خلاف تھے۔ امام زید نے امام محمد باقر سے کہا کہ امام ہونے کے لیے حکومت کے خلاف خروج شرط ہے، حتیٰ کہ ان سے ایک دن کہنے لگے کہ آپ کے مذہب کے مطابق آپ کے والد بھی امام نہیں تھے، اس لیے کہ انہوں نے بھی حکومت کے خلاف ہرگز خروج نہیں کیا۔ جب امام زید کو قتل کر دیا گیا اور پھانسی پر چڑھا دیا گیا تو ان کے بعد ان کے بیٹے یحییٰ بن زید امامت کے لیے کھڑے ہو گئے اور خراسان چلے گئے، اور ان کے پاس بہت سی جماعت جمع ہو گئی، انہیں امام جعفر صادق کی طرف سے پیغام ملا کہ آپ کو اسی طرح قتل کر دیا جائے گا جس طرح آپ کے والد کو قتل کر دیا گیا تھا، اور اسی طرح لٹکا دیا جائے گا جس طرح ان کے والد کو لٹکایا گیا تھا، بالکل اسی طرح ہوا جس طرح امام جعفر صادق نے فرمایا تھا۔ (الملل والنحل ۱/۱۵۶)

(۳) غایۃ التبجیل کے مصنف نے خود لکھا ہے کہ زیدی اور امامی مشہور شیعہ مذاہب ہیں أَمَّا الشِّيْعَةُ بِمَذَاهِبِهِمُ الْمَشْهُوْرَةِ كَالزَّيْدِيَّةِ وَالْإِمَامِيَّةِ۔ (غایۃ التبجیل صفحہ ۸۹)

بارھویں غلط فہمی: افضلیتِ شیخین کا عقیدہ انگوٹھے چومنے اور جلوس میلاد وغیرہ کی طرح فروعی مسئلہ ہے، جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی مسئلہ پر پوری اُمت کا اجماع ممکن ہی نہیں۔ اس لیے کہ اگلے وقتوں میں میڈیا اور رابطے کا فقدان تھا۔ کتابوں میں جسے اجماع کہہ دیا گیا ہے وہ ایک ہی گاؤں یا شہر کا بلدی اجماع ہوتا تھا۔ جمہور کے فیصلے اور اجماع میں بھی کوئی فرق نہیں۔ اجماع جمہور کا ہی ہوا کرتا ہے۔

جواب: افضلیتِ شیخین کے عقیدہ کو انگوٹھے چومنے اور جلوس میلاد کی طرح فروعی قرار دینا کتنی بڑی جہالت بلکہ دین کے ساتھ بڑا مذاق ہے، اس بات کو طالب علم بھی اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔ معترض نے اپنی علمی لیاقت کا جنازہ خود ہی سرِ عام نکال دیا ہے۔ آپ قرآن وسنّت قطعی اجماع اور چودہ سو سالہ تاریخ پڑھ چکے ہیں۔

پھر آپ نے کہا کہ پوری اُمت کا اجماع ممکن ہی نہیں۔ فرمایئے تمام صحابہ کا اجماع ہم نے دکھایا ہے کہ نہیں؟ اس کے بعد امام ابو حنیفہ کوفہ کے تھے، امام مالک مدینہ میں تھے، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل بغداد میں تھے، امام بخاری بخارا میں تھے، امام مسلم اصفہان میں تھے، امام ترمذی ترمذ میں تھے امام ابوداؤد سجستان میں تھے، شیخ اکبر اندلس میں تھے، امام قرطبی قرطبہ میں تھے، شیخ محقق دہلی میں تھے، ملا

علی قاری ہرات اور مکہ میں رہے، حضرت مجدد سرہند میں تھے، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھہ میں تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ سب ممالک اور بلاد ایک ہی گاؤں میں ہیں؟ عوام کو سمجھ آئے یا نہ آئے کم از کم انسان کے اندر سے بھی کوئی آواز اُٹھنی چاہیے۔

پھر آپ لکھ رہے ہیں کہ اجماع جمہور کا ہی ہوتا ہے۔ حالاں کہ علما نے تصریح فرمائی ہے کہ افضلیتِ شیخین پر اجماع ہے مگر ختنین کے درمیان حضرت عثمان غنی کی افضلیت اجماعی نہیں بلکہ جمہور کا عقیدہ ہے۔ کیا سمجھے؟ اجماع اور قولِ جمہور میں بڑا واضح فرق ہے کہ نہیں؟ ویسے آپ کی یہ بات آپ کے اپنے عقیدے کے بھی خلاف ہے۔ بتایئے اگر پوری اُمت کی تحقیق یک جا کرنا ممکن نہیں تھا تو جمہور کی رائے یک جا کرنا کیسے ممکن تھا؟

علما نے لکھا ہے کہ خوارج اور روافض دونوں اجماع کی حجت کو تسلیم نہیں کرتے۔ (فواتح الرحموت جلد ۲ صفحہ ۲۳)

آپ نے صرف اجماع کا انکار نہیں کیا بلکہ دُنیا بھر میں اجماع کے وجود کی ہی نفی کر دی ہے۔ ہم عوام کو کیسے سمجھائیں؟ لیکن بحمد اللہ اہلِ علم پر واضح ہو چکا ہے کہ آپ چودہ سو سالہ دین کے خلاف ایک نہایت خطرناک لوگ ہیں۔

مرزا قادیانی کا عقیدہ بالکل اسی جیسا تھا، چنانچہ وہ لکھتا ہے: خود اجماع کے معنوں میں ہی اختلاف ہے۔ بعض صحابہ تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ بعض قرونِ ثلثہ تک بعض ائمۂ اربعہ تک مگر صحابہ اور ائمہ کا حال تو معلوم ہو چکا اور اجماع کے توڑنے کے لیے ایک فرد کا باہر رہنا بھی کافی ہوتا ہے...... پھر یہ لوگ کہیں کہ ان کی حیات پر اجماع ہے۔ شرم، شرم، شرم...... جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سچی اور کامل دستاویز قرآن اور حدیث ہی ہے باقی ہمہ ہیچ۔ (روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۹۵ مصنفہ مرزا قادیانی)

اگر آپ کا یہی طرزِ استدلال ہے تو پھر مرزا قادیانی آپ کا پیشوا ٹھہرا۔ بلکہ گستاخِ رسول کی شرعی سزا اور اس پر اجماع ہمارے ہی اُصول سے ثابت ہو سکتے ہیں، آپ کا طریقۂ واردات افضلیتِ شیخین کا انکار کرتے کرتے گستاخِ رسول کو بھی پاس کر دے گا اور اس موضوع پر اجماع کو بلدی اجماع کہہ کر بے نقاب ہو جاؤ گے۔ یا پھر تم کہہ دو گے کہ اجماع جمہور کا ہی ہوتا ہے اور گستاخی کرنے والا اگر چہ جمہور کے خلاف ہے مگر اس سے کفر تو کجا اہلِ سُنّت سے خروج بھی لازم نہیں آتا معاذ اللہ۔

تیرہویں غلط فہمی: جب آپ کے نزدیک افضلیتِ شیخین کا عقیدہ قطعی ہے تو پھر تفضیلیہ کو کافر کیوں نہیں کہتے؟

جواب: بلا شبہ یہ عقیدہ قطعی ہے لیکن اکا دکا افراد مثلاً قاضی باقلانی نے اسے ظنی بھی لکھا ہے۔ جب معمولی سا خدشہ پیدا ہو گیا تو کفر میں شک کا فائدہ دیتے ہوئے تفضیلیہ کو کافر نہیں کہا جاتا۔ البتہ انہیں رافضی، خبیث، منافق، بدعتی، یزید بد بخت کے ساتھی وغیرہ سب کچھ کہا گیا ہے۔ غور کیجیے! تفضیلی کس قدر خطرناک صورتِ حال سے دو چار ہیں۔ انہیں کافر کہنے میں محض احتیاط برتی گئی ہے اور انہیں بمشکل دائرۂ اسلام میں رہنے دیا گیا۔ لیکن ان کے اہلِ سُنّت سے خارج ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے خوارج، معتزلہ اور جبریہ قدریہ وغیرہ کو کافر نہیں کہا گیا۔ مگر ان کے اہلِ سُنّت سے خارج ہونے میں کوئی شک نہیں۔ خوارج اور معتزلہ بھی تفضیلیہ کی طرح خود کو اہلِ سُنّت ہی کہتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمان کی افضلیت اس سے کم تر ہے۔ لیکن احوط یہی ہے کہ حضرت عثمان کی افضلیت کے منکر بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کو بھی کفر کا حکم نہ کریں بلکہ بدعتی اور گمراہ جانیں۔ کیوں کہ اس کی تکفیر میں علما کا اختلاف ہے اور اجماع کے قطعی ہونے میں قیل و قال ہے۔ شیخین کی افضلیت کا منکر یزید بد بخت کا ساتھی اور بھائی ہے کہ اسی احتیاط کے باعث علما نے اس کے لعن میں توقف کیا ہے۔ جو ایذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خلفاء راشدین کی جہت سے پہنچی ہے وہ بالکل اسی ایذا کی طرح ہے جو امام حسن اور حسین کی جہت سے پہنچی ہے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ (مکتوبات امام ربانی جلد ۱ صفحہ ۵۵۶ مکتوب نمبر ۲۶۶)

تفضیلی کہہ رہے ہیں کہ افضلیتِ شیخین جمہور کا عقیدہ ہے مگر اس پر اجماع نہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اس پر اجماع تو ہے مگر وہ اجماع قطعی نہیں۔ غایۃ التبجیل کے مصنف خود لکھتے ہیں کہ: افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول معروف اور مشہور ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں پھیلا ہوا ہے اور اسی کو اہلِ سُنّت نے اختیار کر رکھا ہے۔

هُوَ قَوْلٌ مَعْرُوْفٌ وَمَشْهُوْرٌ وَمُنْتَشِرٌ فِي الصَّحَابَةِ ﷺ وَاِلَيْهِ ذَهَبَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْخَوَارِجُ وَبَعْضُ الْمُعْتَزِلَةِ.

(غاية التبجيل صفحہ ۸۹)

تفضیلیوں کے ان سارے بیانات پر غور فرمائیے! اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔ گویا تفضیلی حضرات نے اہل سنّت کی حقانیت کو تسلیم کرلیا ہے۔ صرف اتنی سی بات پر اکڑے بیٹھے ہیں کہ ان کے نزدیک افضلیتِ شیخین کا انکار کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ان کی یہ بات محض اہلِ سُنّت میں اپنی جگہ بنانے کا ایک حربہ ہے، قادیانی بالکل انہی کی طرح اسلام میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں،

پاکستان میں تفضیلی رافضیوں نے ایک عجیب گل کھلا رکھا ہے، فتوے دے رہے ہیں کہ معروف شیعہ فرقہ حنفی مالکی کی طرح پانچویں فقہ ہے، جامعۃ الازہر کا یہی فتویٰ ہے اور انہیں کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ پچھلے دنوں تفضیلیوں کا یہی فتویٰ لاہور سے ہمارے گاؤں پہنچا۔ اس فتویٰ پر 04-7-1 کی تاریخ لکھی ہے، مگر یہ اب بھی تقسیم کیا جا رہا ہے اور تفضیلیوں کا یہی فتویٰ شیعوں کے ماہنامہ پیامِ زینب مئی 2010ء کے صفحہ 41 پر شیعوں نے نہایت فخر کے ساتھ اس عنوان سے چھاپا ہے: ''استاذ العلماء مفتی محمد خان قادری کے دو فتاویٰ''

تفضیلیوں کے اس فتوے کے مطابق معروف روافض نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ حنفی مالکی شافعی کی طرح ہیں (گویا اہلِ سنّت ہیں)۔ جب تفضیلیوں کا معروف روافض کے بارے میں یہ عقیدہ ہو، وہ اگر خود کو اہلِ سُنّت کہیں تو کون سی بڑی بات ہے۔

رافضیوں نے جامعۃ الازہر پر بہتان باندھا ہے اور الازہر کی طرف سے اس کی سخت تردید اس عنوان سے چھپ چکی ہے: ''اَلْاَزْهَرُ وَالشِّيْعَةُ شِقَاقٌ لَا وِفَاقٌ'' یعنی جامعۃ الازہر اور شیعہ میں دُشمنی ہے کوئی دوستی نہیں۔ جامعۃ الازہر کا یہ رسالہ ہم نے چند ماہ قبل سرگودھا سے شائع کردیا ہے۔

غاية التبجيل میں چند اہم باتیں

1۔ لکھتے ہیں کہ: سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال اور حضرت عامر سمیت سات غلاموں کو آزاد کیا تو آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى آیت نازل فرمائی فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ فَضْلِهٖ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى. (غاية التبجيل صفحہ ۲۷۰)

2۔ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان لکھا ہے کہ: اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَبَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ وَهٰذَا اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَلَهٗ طُرُقٌ كَثِيْرَةٌ.

یعنی اس اُمت میں اس کے نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد عمر ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے اور اس کی کثرت سے سندیں موجود ہیں۔ (غاية التبجيل صفحہ ۲۵۸)

3۔ حدِ مفتری والی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس کی سند ثابت ہے۔

بِاِسْنَادٍ ثَابِتٍ. (غاية التبجيل صفحہ ۲۵۹)

4۔ لکھتے ہیں کہ: اگر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل کہا جائے تو یہ بات چوں کہ شیخین سے عداوت اور افترا کا ذریعہ بنتی ہے اور اس سے مفاضلہ اور مقابلہ کا دروازہ کھلتا ہے اور یہ ایسی برائی ہے جس سے روکنا واجب ہے اور جس چیز پر واجب موقوف ہو وہ بھی واجب ہوتی ہے لہٰذا سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ جس نے مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہا میں اسے مفتری کی حد ماروں گا۔

هٰذَا مِنْ بَابِ التَّنْبِيْهِ بِالْاَدْنٰى عَلَى الْاَعْلٰى وَالتَّهْدِيْدِ وَالتَّوَعُّدِ سَدًّا لِلذَّرِيْعَةِ. وَمِنْ بَابِ مَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ اِلَّا بِهٖ فَهُوَ وَاجِبٌ. (غاية التبجيل صفحہ ۲۶۰)

غاية التبجيل کی یہ عبارت تفضیلیہ کے لیے سخت مہلک ہے۔ یہی بات علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ذرا مختلف انداز میں اس طرح بیان فرمائی ہے، لکھتے ہیں:

افضلیت کے مسئلہ پر شیعہ مذہب کے ابطال کا دارومدار ہے، ان کا پہلا اُصول یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، اس کا

نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ آپ خلافت کے حق دار تھے، صحابہ نے دوسروں کو خلیفہ بنا کر آپ پر ظلم کیا، جو ظالم ہوتے ہیں وہ عدول نہیں ہوتے، لہٰذا ان سے حدیثیں روایت کرنا صحیح نہیں، لہٰذا اہل سنّت کی روایت کردہ تمام احادیث باطل ہیں، کمزور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے روافض کے پاس یہی ترتیب ہے، اور اس کا فساد معتزلہ اور جبریہ جیسے مذاہب سے بھی زیادہ ہے، لہٰذا علما پر واجب ہے کہ مسئلۂ افضلیت کو اہتمام کے ساتھ بیان کیا کریں۔

فَيَجِبُ عَلَى الْعُلَمَاءِ الْاِهْتِمَامُ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ. (نبراس صفحہ ۳۰۲)

5- سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھا ہے کہ:

زَوَّجَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَرِيْمَتَيْهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَاحِدَةً بَعْدَ اُخْرٰى

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیوں کا ان سے نکاح کیا ایک کے بعد دوسری، (غایۃ التبجیل صفحہ ۲۷۵)

غایۃ التبجیل کے ان پانچ نکات پر غور فرمائیے! پاکستان کے تفضیلی پہلی چار باتوں کو تسلیم نہیں کر رہے اور بعض جگہ پانچویں بات کا انکار بھی ہو رہا ہے۔ الغرض یہ پانچوں نکات ہمارے ہاں کے تفضیلیہ کے لیے پریشان کن ہیں ان کے لیے غایۃ التبجیل کو استعمال کرنا مشکل ہو چکا ہے۔

★...★...★

چوتھا باب:

تفضیلیہ کی تردید کے چند اہم اُصول

پہلا اُصول: افضلیتِ شیخین کے منکرین جب کوئی بھی قول پیش کریں تو اسی شخصیت کے مختلف اقوال پر نظر کر لی جائے، یا انہی کی پیش کردہ عبارت کو آگے پیچھے سے مکمل پڑھ لیا جائے، تو ان شاء اللہ العزیز جواب خود بخود میسر آ جائے گا۔

دوسرا اُصول: افضلیتِ شیخین کا عقیدہ چوں کہ قطعی ہے جو متواتر احادیث اور اجماعِ صحابہ سے ثابت ہے لہٰذا اس کے خلاف بیان کی جانے والی تمام احادیث واقوال یا موضوع ہوں گے یا مؤوّل۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِجْمَاعُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلٰی اَفْضَلِيَّةٍ وَهُوَ قَطْعِيٌّ فَلَا يُعَارِضُهُ ظَنِّيٌّ.

یعنی اہلِ سُنّت و جماعت کا صدیق اکبر کی افضلیت پر اجماع ہے اور وہ قطعی ہے لہٰذا کوئی ظنی دلیل اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ (ارشاد الساری زیرِ حدیث مذکور)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فَهُوَ مُعَارِضٌ بِالْاَحَادِيْثِ الدَّالَّةِ عَلٰی اَفْضَلِيَّةِ الصِّدِّيْقِ وَقَدْ تَوَاتَرَتْ تَوَاتُرًا مَعْنَوِيًّا.
(فتح الباری ۱۲/۳۹۶)

امام اہلِ سُنّت رحمۃ اللہ علیہ اسی کی شرح میں فرماتے ہیں: انصافاً اگر تفضیلِ شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے۔ اور اگر بفرضِ باطل صالح تاویل نہ ہو تو واجب الرد کہ تفضیلِ شیخین متواتر و اجماعی ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)

تیسرا اُصول: مسئلۂ افضلیت کا تعلق عقائد سے ہے اور عقائد میں ضعیف احادیث نہیں سنی جاتیں۔ بالجملہ مسئلۂ افضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف سن سکیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۰)

لہٰذا بخاری مسلم کی صحیح ترین احادیث کے مقابلے پر ابنِ عساکر وغیرہ کی ضعیف اور موضوع احادیث لے آنا ہرگز کسی محقق کو زیب نہیں دیتا۔

چوتھا اُصول: امام یا مجتہد کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ تمام دلائل پر بہ یک وقت نظر رکھے اور نصوص میں تطبیق دے۔ کسی بھی موضوع پر نصوص کو جھٹ سے متعارض کہہ دینا بعض اوقات کفر کو مستلزم، بعض اوقات رافضیت اور خارجیت کو مستلزم، بعض اوقات تحقیق کے ساتھ ناانصافی اور بعض اوقات اپنی مطلب براری پر منتج ہوتا ہے۔ اسی لیے علما نے یہ قاعدہ لکھا ہے کہ

لَا يَجُوْزُ لِلْعَامِّيِّ اَنْ يَّاْخُذَ بِظَاهِرِ الْحَدِيْثِ لِجَوَازِ اَنْ يَّكُوْنَ مَنْسُوْخًا اَوْ مُؤَوَّلًا اَوْ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ

یعنی عامی کے لیے جائز نہیں کہ حدیث کے ظاہر سے استدلال کرے، اس لیے کہ ممکن ہے وہ حدیث منسوخ ہو، یا مؤوّل ہو یا اپنے ظاہر پر محمول نہ ہو۔

عامی سے مراد غیر مجتہد ہے، ورنہ اَن پڑھ کو تو حدیث پڑھنا تک نہیں آتا وہ استدلال کیا کرے گا؟ چنانچہ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ افضلیتِ شیخین کے موضوع پر غیر مجتہد لوگوں کو کیسی کیسی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اور محقق علما نے پہلے ہی ان کے کیا جواب دے رکھے ہیں۔ یہ بات ہم نے نہایت حسنِ ظن سے کام لیتے ہوئے لکھی ہے، ورنہ اگر یہ لوگ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں تو پھر یہ مرض لاعلاج ہے۔

پانچواں اُصول: اگر کوئی متشیع عالم خواہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو، جب اپنے شیعہ والے عقیدے کو پروان چڑھانے والی بات کرے گا تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اِنْ رَوٰی مَا يُقَوِّيْ بِدْعَتَهٗ فَيُرَدُّ عَلَی الْمُخْتَارِ (نخبۃ الفکر صفحہ ۴، تقریب النواوی وغیرہ واللفظ لابن حجر)

علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فَالْمُعْتَمَدُ اَنَّ الَّذِیْ تُرَدُّ رِوَایَتُهٗ مَنْ اَنْکَرَ اَمْراً مُتَوَاتِراً مِنَ الشَّرْعِ مَعْلُوْماً مِنَ الدِّیْنِ بِالضَّرُوْرَةِ

یعنی جس نے شرع کے کسی متواتر امر کا اور ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کیا اس کی روایت رَد کردی جائے گی۔

(شرح نخبۃ الفکر مع شرح الشرح صفحہ ۵۲۴)

چھٹا اُصول: شاذ، متروک اور مردود اقوال ہر موضوع پر دستیاب ہو جاتے ہیں۔ کتابوں میں کیا کچھ نہیں ہوتا۔ کتابوں میں موجود ہے کہ فرعون بخشا گیا، یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہے، معراج شریف روحانی تھی وغیرہ۔ حتیٰ کہ سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے قرآن میں شمول یا عدم شمول تک کی بحث موجود ہے۔ محققین کا طریقہ یہ ہے کہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹاتے ہیں، نہ کہ محکم کو متشابہ کی طرف۔

علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَهْلُ السُّنَّةِ يَأْخُذُوْنَ بِالْمُحْكَمِ وَ يَرُدُّوْنَ مَا تَشَابَهَ اِلَيْهِ. وَ هٰذِهٖ طَرِيْقَةُ الرَّاسِخِيْنَ فِي الْعِلْمِ كَمَا وَصَفَهُمُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ. وَهٰذَا الْمَوْضِعُ مِمَّا زَلَّ فِيْهِ اَقْدَامُ كَثِيْرٍ مِّنْ اَهْلِ الضَّلَالَاتِ. وَ اَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَلَيْسَ لَهُمْ مَذْهَبٌ اِلَّا اتِّبَاعَ الْحَقِّ وَ يَدُوْرُوْنَ مَعَهٗ كَيْفَمَا دَارَ.

یعنی اہلِ سُنّت ہمیشہ محکم کو پکڑتے ہیں اور متشابہ کو اس کی طرف لوٹاتے ہیں، یہ علم میں رسوخ رکھنے والوں کا طریقہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اکثر گمراہوں کے قدم پھسلے ہیں، مگر اہلِ سُنّت کا مذہب، حق کے اتباع کے سوا کچھ نہیں، جس طرف کو حق گھومتا ہے، اہلِ سُنّت بھی حق کے ساتھ ساتھ گھوم جاتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۸ فصل فی الآیات والاحادیث المنذرۃ بوفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ساتواں اُصول: تفضیلی روافض کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت والی احادیث کو پیش کرتے ہیں مگر دیگر صحابۂ کرام کی محبت پر بالکل انہی الفاظ کے ساتھ وارد ہونے والی صحیح ترین احادیث کو بیان نہیں کرتے۔ مثلاً مسلم شریف میں حدیث شریف ہے کہ علی کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور علی کا بغض منافقت کی نشانی ہے۔ لیکن ساتھ ہی بخاری اور مسلم میں کئی احادیث موجود ہیں کہ: انصاری صحابہ کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان کا بغض منافقت کی نشانی ہے۔

اسی طرح اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے بارے میں ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ میرے اہل بیت سے میری خاطر محبت کرو۔ لیکن ساتھ ہی اسی ترمذی میں تمام صحابہ کے بارے میں حدیث شریف موجود ہے کہ جس نے میرے صحابہ سے محبت کی اس کے دل میں میری محبت تھی اس لیے اس نے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس کے دل میں میرا بغض تھا اس لیے اس نے ان سے بغض رکھا۔

اسی طرح ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں حدیث شریف ہے کہ: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ لیکن ساتھ ہی انہی تین کتابوں یعنی ترمذی، ابن ماجہ اور مسندِ احمد میں یہی حدیث شریف بھی ہے کہ: ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔

اسی طرح بخاری شریف میں حدیث ہے کہ: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔ اسی ترمذی میں ہے کہ: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ لیکن ساتھ ہی اسی بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ: اشعری قبیلہ مجھ سے ہے اور میں اس قبیلے سے ہوں۔ مسلم شریف میں حدیث ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر فرمایا: جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے ہوں، جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے ہوں۔ (دوبار فرمایا)

مذکورہ بالا احادیث کو بار بار دیکھیے! محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ اور اہل بیت کی محبت کے معاملے میں کسی طرف جانب دارانہ جھکاؤ

کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ روافض کا طریقہ یہ ہے کہ صرف اہل بیت کی محبت والی احادیث کو بیان کرتے ہیں اور حبِ علی کے نام سے کتابیں لکھتے ہیں۔ اہلِ سُنّت کا قصور صرف اتنا ہے کہ حبِ علی اور حبِ اہل بیت کے ساتھ اسی محبوب ﷺ کی وہ احادیث بھی سامنے رکھ لیتے ہیں جن میں حبِ صحابہ کا اسی انداز میں حکم دیا گیا ہے۔

رافضی لوگ اہلِ سُنّت کی اس حق بیانی کو ناصبیت سے تعبیر کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ دراصل نبی کریم ﷺ کو ناصبی کہنا چاہتے ہیں مگر بس نہیں چلتا کہ اہل اسلام ان کو چیر کر رکھ دیں گے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ لوگ دراصل نبی کریم ﷺ پر جرح کرنا چاہتے تھے مگر اس میں ان کے لیے خطرہ زیادہ تھا لہٰذا انہوں نے صحابہ کو تنقید کا نشانہ بنایا تا کہ لوگوں پر واضح کر سکیں کہ جس نبی کے صحابہ صالح نہیں ہیں وہ نبی بھی ایسا ہی ہوگا معاذ اللہ۔

(الازھر والشیعۃ شقاق لا وفاق صفحہ ۱۹)

روافض جب احادیث بیان کرتے ہیں تو یک طرفہ۔ جب محبت کی بات کرتے ہیں تو صحابہ اور اہل بیت میں افتراق اور جدائی ڈال دیتے ہیں۔ لیکن اہلِ سُنّت ساری احادیث بیان کرتے ہیں اور صحابہ و اہل بیت کے درمیان شمول اور اتحاد ثابت کر دیتے ہیں الحمد للہ۔

آٹھواں اُصول: تفضیلیوں کی باتوں سے پوری اُمت کی تکفیر یا تفسیق لازم آتی ہے۔ جو فتویٰ یہ لوگ ہم پر لگاتے ہیں وہی فتویٰ پوری اُمت پر جاتا ہے۔ مثلاً افضلیتِ شیخین، اعلمیتِ صدیق، تمام صحابہ کا ابواب العلم ہونا، سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت اور فضائل، تمام صحابہ اور اہل بیت سے ایک جیسی محبت وغیرہ یہ سب باتیں پوری اُمت سے منقول ہیں، مگر یہ لوگ پوری اُمت پر زبان درازی کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور محض ہم ناقلین پر برسنے لگتے ہیں۔

مزید کچھ نہ بھی لکھا جائے تو اُصولی طور پر یہی آٹھ اُصول تفضیلیہ کی کامل تردید کے لیے کافی ہیں۔ یہ لوگ اگر قیامت تک نئے سے نئے سوالات اُٹھاتے رہیں تو پھر بھی سوجھ بوجھ والے لوگ مذکورہ بالا اُصولوں کی روشنی میں بخوبی جواب دے سکتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

★...★...★